نسب بدلنے کا شرعی حکم

تالیف

حضرت مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی

([illegible])

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار ــــ کراچی ۷۴۰۰۰

Ph : 021-32439799 Website : www.ishaateislam.net

پیش لفظ

الحمد للہ رب العالمین والعافیۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ

تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو رب ہے تمام عالمین کا اور اچھی عاقبت پرہیز گاروں کیلئے ہے

اور درود و سلام ہو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر۔

نسبت بدلنے کا معنیٰ ہے کہ کسی کی نسبت اس کے اصل باپ کے بجائے کسی دوسری شخص کی طرف کر دی جائے۔ جیسا کہ قبل از اسلام زمانۂ جاہلیت میں یہ طریقہ عام تھا کہ لے پالک کو پالنے والا شخص اس بچے کو اپنی طرف منسوب کرتا اور وہ بچہ بھی اپنے آپ کو پالنے والے کی طرف منسوب کرتا گویا وہ اس کو اپنا بیٹا بتاتا اور بچہ اسے اپنا باپ جانتا یہاں تک کہ پالنے والا اس کو اپنی جائیداد میں شامل کرتا اور اپنی سگی اولاد کی طرح جانتا تھا۔

اگرچہ اسلام میں اس کی ممانعت کا حکم صادر ہو گیا اور اس فعل کو ناجائز قرار دے دیا گیا، لیکن یہی رسم ورواج علوم دینیہ سے بے التفاتی کے باعث مسلمانوں میں بھی زور پکڑ تا گیا اور بعض لوگ اپنا نسب چھپانے لگے اور اپنی نسبت غیر باپ کی طرف کرنے لگے بعض غیر سید حضرات اپنے آپ کو سید ظاہر کرنے لگے۔

اسی طرح وہ لوگ جو کہ بے اولاد ہوتے ہیں اور کسی کے بچے کو پالتے ہیں تو اپنی انا کی تسکین کی خاطر اس بچے کی نسبت اپنی طرف کر دیتے ہیں یہاں تک کہ بچے کے اسکول اور کالج کے سرٹیفکیٹ وغیرہا میں اصل والد کی جگہ اپنا نام لکھوا دیتے ہیں اور معاشرے کے آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کرنے کے ساتھ ساتھ اس بچے کو بھی دھوکے میں رکھتے ہیں اور اس طرح گناہِ عظیم کے مرتکب ہوتے ہیں۔

اس پر قرآن مجید اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بھی واضح ممانعت موجود ہے کہ باپ کی جگہ کسی دوسرے کا نام لگانا جائز نہیں، جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"انہیں اُن کے باپ کا ہی کہہ کر پکارو جن سے وہ پیدا ہوئے یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے۔" (سورۃ احزاب)

لہٰذا قرآنی فرمان سے ثابت ہو گیا کہ جب اسلام میں اسکی ممانعت ہے تو پھر جان بوجھ کر ایسا کرنے والا مجرم اور خطاکار ہے۔

دراصل ایسا کرنے والا صرف لوگوں کو ہی نہیں بلکہ اپنے آپ کو بھی دھوکے میں رکھتا ہے، بارہا دیکھا جاتا ہے کہ جب یہ راز کھل جائے تو پھر بچہ والدین کی طرف پلٹ جاتا ہے یا پھر وہ کسی بھی طرف کا نہیں رہتا۔ اسی صدمے میں اس کی ذہنی صلاحیت بھی مفلوج ہو جاتی ہے، بہرحال بحیثیت مسلمان ہمیں چاہئے کہ اس طرح کا جرم کرنے سے بچے رہیں اور لوگوں کو اس کی ترغیب دلائیں تاکہ اللہ اور رسول عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی سے بچ کر اپنی آخرت کی بہتری کا سامان بنایا جاسکے۔

اراکین جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کی خواہش پر حضرت مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب نے اس پر ایک جامع اور مختصر رسالہ تحریر فرمایا، جس کو ادارہ اپنے سلسلہ مفت اشاعت کے 187 ویں نمبر پر شائع کر رہا ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کے طفیل ہم سب کی اس سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اسے خواص و عوام کیلئے نافع بنائے۔ آمین

سید محمد طاہر نعیمی

نسب بدلنے کا شرعی حکم

اسلام میں نسب بدلنے سے منع کیا گیا ہے، حکم دیا گیا ہے کہ ہر شخص اپنی نسبت اپنے باپ کی طرف کرے، کسی کو بھی اس کے آباء کے غیر کی طرف منسوب نہ کیا جائے، غیر سیّد اپنے آپ کو سیّد نہ بتائے اور غیر سادات کو سادات نہ کہا جائے، اِس ممانعت پر قرآن کریم اور حدیث شریف وارد ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر وعیدیں بیان فرمائی ہیں۔

قرآن کریم

اسلام سے قبل لے پالک کو اپنی طرف منسوب کرنے اور انہیں اپنی اولاد بتانے کا عام رواج تھا اور لوگ بھی لے پالک کو پالنے والے کا بیٹا کہتے تھے، اور وہ بھی اپنے آپ کو پالنے والے کا بیٹا بتاتے تھے، اور ابتدائے اسلام میں یہ معاملہ اسی طرح رہا۔ چنانچہ علامہ ابوالحسن علی بن خلف بن عبد الملک متوفی ۴۴۹ھ لکھتے ہیں:

ان اهل الجاهلية كانوا لا يستنكرون ذلك ان يتبنى الرجل منهم غير ابنه الذى خرج من صلبه فنسب اليه، ولم يزل ذلك ايضا فى اول الاسلام [1]

یعنی، بے شک اہل جاہلیت اِسے معیوب نہیں سمجھتے تھے کہ اپنے صُلبی بیٹے کے علاوہ کسی اور کو اپنا متبنیٰ (لے پالک) بنالیں اور اُسے اپنی طرف منسوب کریں اور یہ امر اوّل اسلام میں بھی جاری رہا۔

پھر اس سے منع کر دیا گیا، چنانچہ امام شرف الدین حسین بن محمد طیبی متوفی ۷۴۳ھ [2] اور ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ [3] لکھتے ہیں:

قد كانوا يفعلونه فنهى عنه

یعنی، لوگ ایسا کیا کرتے تھے پھر اس سے روک دیا گیا۔

اور ممانعت کیلئے قرآن کریم میں جو حکم نازل ہوا، اس کی ابتدا یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ مَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ﴾ الآية [4]

ترجمہ کنزالایمان: اور نہ تمہارے لے پالکوں کو تمہارا بیٹا بنایا۔

---

[1] شرح ابن بطال، كتاب الفرائض، باب "من ادعى الى غير ابيه وهو يعلم الخ" ۳۸۳/۸۔

[2] شرح الطيبى، كتاب النكاح، باب اللعان، الفصل الاول، ۳۹۶/۶۔

[3] مرقات، كتاب النكاح، باب اللعان، برقم: ۳۳۱۵، ۴۳۶/۶۔ [4] الاحزاب: ۴/۳۳۔

شانِ نزول

امام ابو عبداللہ محمد بن احمد قرطبی مالکی متوفی ٦٦٨ھ لکھتے ہیں کہ

قوله تعالیٰ ﴿ ما جعل ادعيآء كم ابنآء كم ﴾ اجمع اهل التفسير على ان هذا نزل فى زيد بن حارثة، و روى الائمة ان ابن عمر قال: ما كنا ندعوا زيد بن حارثة الا زيد بن محمد حتى نزلت ﴿ ادعوهم لأبآئهم هو اقسط عند الله ﴾ [1]

یعنی، اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ "اور نہ تمہارے لے پالکوں کو تمہارا بیٹا بنایا" اہلِ تفسیر کا اِس پر اجماع ہے کہ یہ آیت حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی، اور ائمہ نے روایت کیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا "ہم زید بن حارثہ کو نہیں پکارتے تھے مگر زید بن محمد" یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی (جس میں حکم ہوا کہ) "انہیں ان کے باپ کا ہی کہہ کر پکارو (جن سے وہ پیدا ہوئے) یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿ ما جعل ادعيآء كم ابنآء كم ﴾ کے بارے میں علماء کرام نے لکھا ہے کہ اس میں دو احتمالات ہیں چنانچہ امام ابو منصور محمد بن محمد بن محمود ماتریدی سمرقندی حنفی متوفی ٣٣٣ھ لکھتے ہیں کہ

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان "اور نہ تمہارے لے پالکوں کو تمہارا بیٹا بنایا" دو وجوہ کا احتمال رکھتا ہے اُن میں سے ایک یہ کہ تمہارے لے پالکوں کو آباء کی طرف نسب کے حق میں تمہارا بیٹا نہیں بنایا اور وہ جو کچھ واقعات میں ذکر کیا گیا ہے کہ جب کوئی شخص کسی کو اپنا بیٹا بنالیتا تو وہ اُس کی اولاد کے ساتھ اُس کا وارِث ہوتا اور یہی وہ شی ہے جو لوگ زمانۂ جاہلیت میں کیا کرتے تھے (تو مطلب ہوگا کہ) جسے تم زمانہ جاہلیت میں مدد و نصرت کیلئے اپنا بیٹا بناتے ہو انہیں اسلام میں تمہارا بیٹا نہیں بنایا۔

---

[1] تفسير القرطبي، سورة الاحزاب، الآية: ٤، ١١٨/١٤/٧۔

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ تمہارے لے پالکوں کو نسبت کے حق میں تمہارا بیٹا نہیں بنایا جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے کہ لوگ حضرت زید بن حارثہ کو زید بن محمد کہتے تھے۔[1]

اور لے پالکوں کو اپنا بیٹا کہنا، یہ لوگوں کو اپنی بنائی ہوئی بات تھی جس کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہ تھا کہ کسی کو اپنا بیٹا بنانے سے وہ بیٹا نہیں بن جاتا، کسی کا نسب بدل دینے یا بدل لینے سے اس کا نسب نہیں بدل جاتا، چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ﴾ الآیۃ [2]

ترجمہ کنزالایمان: یہ تمہارے منہ کا کہنا ہے۔

اِس کے تحت امام ابو عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ لکھتے ہیں:

قولہ تعالٰی ﴿ ذٰلکم قولکم بافواھکم ﴾ ﴿ بافواھکم ﴾ تاکید ببطلان القول، ای انہ قول لا حقیقۃ لہ فی الوجود، انما ھو قول لسانی فقط [3]

یعنی، اللہ تعالٰی کا فرمان "یہ تمہارے منہ کا کہنا ہے" میں "بِاَفْوَاهِكُمْ" (تمہارے منہ) لوگوں کے قول کے بُطلان کی تاکید ہے (کہ تمہارا کسی اور کے بیٹے کو بیٹا بنانا باطل ہے) یعنی یہ ایسا قول ہے کہ جس کے وجود کی کوئی حقیقت نہیں ہے وہ فقط زبانی قول ہے۔

اور حقیقت وہی ہے جو اللہ تعالٰی کا فرمان ہے چنانچہ ارشاد ہوا:

﴿ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِى السَّبِيْلَ ﴾ [4]

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ تعالٰی حق فرماتا ہے اور وہی راہ دِکھاتا ہے۔

پھر صریح حکم ہوا کہ اب تم انہیں اُن کے نسبی باپوں کی طرف منسوب کردو۔

چنانچہ امام قرطبی مزید لکھتے ہیں کہ

فامر تعالٰی بدعاء الادعیاء الی آبائھم للصلب [5]

یعنی، پس اللہ تعالٰی نے لے پالکوں کو اُن کے صُلبی باپوں کی طرف منسوب کرکے پکارنے کا حکم فرمایا۔

---

[1] تاویلات اھل السنۃ، سورۃ الاحزاب، الآیۃ: ۴، ۴/۱۰۰۔ [2] الاحزاب: ۳۳/۴۔

[3] تفسیر القرطبی، سورۃ الاحزاب، الآیۃ: ۵، ۷/۱۴/۱۲۰، ۱۲۱۔ [4] الاحزاب: ۳۳/۴۔

[5] تفسیر القرطبی، سورۃ الاحزاب، الآیۃ: ۵، ۷/۱۴/۱۲۱۔

اور اگر غلطی سے بلا ارادہ کہہ دیا جائے تو اس پر پکڑ نہیں ہے چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

﴿ وَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ فِیْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِہٖ ﴾ الآیۃ [1]

ترجمہ کنزالایمان: اور تم پر اس میں کچھ گناہ نہیں جو نادانستہ تم سے صادر ہوا۔

جیسے کوئی بزرگ یا استاد یا اپنے مرشد کو تعظیم کے طور پر باپ کہہ دے اور اِسے اُس کی مراد یہ نہ ہو کہ وہ اس کے نسب سے ہے اسی طرح کوئی بڑا کسی بچے کو ازراہِ شفقت بیٹا کہے یا کوئی استاد اپنے شاگرد کو، شیخ اپنے مرید کو شفقت کے طور بیٹا کہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ اُن کا مقصد یہ نہیں ہوتا کہ وہ اسے اپنا صلبی بیٹا کہہ رہے ہیں۔

گناہ تو اُس صورت میں ہے جب کسی کو جانتے ہوئے اپنا نسبی باپ سمجھ کر باپ بتائے جیسے لوگ اپنا نسب بدل لیتے ہیں۔ غیر سادات، سادات کہلواتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ وہ سادات سے نہیں ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ نسب بدلنا حرام ہے، اور اسی طرح کوئی شخص یہ جانتے ہوئے کہ یہ اس کا بیٹا نہیں ہے اُسے اپنا صلبی بیٹا کہے یا بتائے، چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

﴿ وَلٰکِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُکُمْ ﴾ الآیۃ [2]

ترجمہ کنزالایمان: ہاں وہ گناہ ہے جو (ممانعت کے بعد) دل کے قصد سے کرو۔

پھر اہل بیت کی طرف نسبت کا جرم غیر اہل بیت کی طرف نسبت کے جرم سے بڑا ہے چنانچہ امام قرطبی نے لکھا کہ حضرت مقداد بن اسود، جو عمرو کے بیٹے تھے، اسود نے انہیں اپنا متبنّٰی (یعنی لے پالک) بنایا تھا اور وہ اُن ہی کے نام سے معروف تھے جب یہ حکم نازل ہوا تو آپ نے فرمایا کہ میں ابن عمرو ہوں لیکن لوگوں میں ابن اسود کے نام سے ہی معروف رہے اور کسی نے بھی انہیں مقداد بن اسود کہنے والے کو گنہگار قرار نہیں دیا، اِسی طرح حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہ تھے جو اپنے باپ کے غیر کی طرف منسوب تھے اور اسی کے ساتھ مشہور تھے اور یہ حضرت زید بن حارثہ کے حال کے بر خلاف ہے کیونکہ اُن کیلئے یہ جائز نہیں ہے کہ انہیں زید بن محمد کہا جائے، اگر کسی نے قصداً اس طرح کیا تو وہ اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿ وَلٰکِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُکُمْ ﴾ کی وجہ سے گنہگار ہو گا۔ [3]

تو معلوم یہ ہوا کہ غیر سادات اقوام میں سے کوئی شخص کسی دوسری قوم کے ساتھ اپنا نسب جوڑے حالانکہ وہ اُن میں سے نہ ہو تو وہ ضرور مجرم ہے لیکن اس سے بڑا مجرم وہ ہے جو غیر سیّد ہو کر سادات کرام کے ساتھ اپنا نسب جوڑتا ہے۔

---

[1] الاحزاب: ۵/۳۳۔ [2] الاحزاب: ۵/۳۳۔ [3] تفسیر القرطبی، سورۃ الاحزاب، الآیۃ: ۵، ۱۲۰/۱۴/۷۔

حدیث شریف

نسب بدلنے یعنی اپنے آباء کے غیر کی طرف اپنے آپکو منسوب کرنے کی ممانعت میں احادیثِ مبارکہ میں شدید وعید آئی ہے، اوراُن احادیث کو امام بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، احمد، دارمی، ابن ابی شیبہ، طبرانی، ابن الجعد اور نور الدین ہیثمی وغیرہم نے حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت ابو بکرہ، حضرت ابو بکر صدیق، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عمرو، حضرت ابن عباس، حضرت ابو ہریرہ، حضرت انس بن مالک، حضرت ابو ذر غفاری، حضرت عمرو بن خارجہ، حضرت ابوامامہ باہلی، حضرت معاذ بن انس اور حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے روایت کیا ہے۔

اب اُن احادیثِ مبارکہ کو بالترتیب ذکر کیا جاتا ہے اور اُن احادیث پر شارحینِ حدیث کا کلام، کلماتِ حدیث کی تشریح، قابل تاویل کلمات کی نشاندہی، اُن میں تاویلات و احتمالات اور اُن سے مستفاد احکام، مستند و معتمد ائمہ و علماء کے حوالے سے بیان کئے جائیں گے۔

نسب بدلنے والے پر جنت کا حرام ھے

حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ نے روایت کیا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

من ادعی الی غیر ابیه وهو یعلم انه غیر ابیه فالجنة علیه حرام [1]

یعنی، جس نے اپنا باپ کسی اور کو بنایا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ اس کا یہ باپ نہیں تو اس پر جنت حرام ہے۔

امام ابو داؤد سلمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ روایت کرتے ہیں کہ ابو عثمان کہتے ہیں:

حدثنی سعد بن مالك، قال سمعته اذنای و وعاه قلبی من محمد علیه الصلاة والسلام انه قال: "من ادعی الی غیر ابیه، وهو یعلم انه غیر ابیه فالجنة علیه حرام" قال: فلقیت ابا بکرة فذکرت له، فقال: سمعته اذنای و وعاه قلبی من محمد صلی الله تعالی علیه وسلم [2]

یعنی، حدیث بیان کی مجھے حضرت سعد بن (ابی وقاص) مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہوں نے فرمایا کہ اسے حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے میرے دونوں کانوں نے سنا اور دل نے یاد رکھا کہ آپ نے ارشاد فرمایا: "جس نے خود کو اپنے باپ کے غیر کی طرف منسوب کیا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ اس کا باپ نہیں تو اس پر جنت حرام ہے"۔ فرمایا پھر میں حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا اور میں نے اُن سے اِس کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اِسے میرے دونوں کانوں نے سنا اور دل نے یاد رکھا۔

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الفرائض، باب: "من ادعی الی غیر ابیه"، برقم: ۶۷۶۶، ۲۷۳/۴۔

[2] سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الرجل ینتمی الی غیر موالیه، برقم: ۵۱۱۳، ۲۱۲/۵۔

"اور وہ اسے جانتا ہے" کا معنی

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد میں "وھو یعلمہ" (حالانکہ وہ اسے جانتا ہے) کی قید مذکور ہے، علماء کرام نے لکھا ہے کہ اس قید کا یہ فائدہ ہے کہ وہ شخص گنہگار تب قرار پائے گا جب اُسے علم ہو کہ جس کی طرف وہ اپنی نسبت کر رہا ہے کہ اس کا حقیقی باپ نہیں ہے یا جس قوم کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتا ہے یا منسوب کیا جاتا ہے وہ اس قوم سے نہیں ہے جیسا کہ علامہ ابو العباس قرطبی کے حوالے سے پہلے گزرا اور اس کے بارے میں علامہ محمد امین ھرری نے لکھا کہ

"وھو" ای والحال ان ذلك الرجل المنتسب لغیر ابیه

"یعلمه" ای یعلم ان ذلك الغیر لیس اباہ و والدہ [1]

یعنی، اور وہ اُسے جانتا ہے" یعنی حال یہ ہے کہ بے شک وہ شخص جو اپنے باپ کے غیر کی طرف منسوب کیا گیا، اُسے جانتا ہے، یعنی جانتا ہے کہ وہ غیر اس کا باپ ہے۔

اور دوسری جگہ لکھا کہ

قوله صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم: "وھو یعلم" تقیید لا بد منه، فان الاثم انما یکون فی حق العالم بالشیء [2]

یعنی، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان "حالانکہ وہ جانتا ہے" یہ ایک ضروری قید ہے بے شک گناہ تو صرف عالم بالشی کے حق میں ہے۔

اسلئے علماء کرام نے لکھا کہ علم ہوتے ہوئے غیر باپ کی طرف نسبت حرام ہے چنانچہ علامہ شرف الدین طیبی اور ملا علی قاری لکھتے ہیں:

والادعاء الی غیر الاب مع العلم به حرام [3]

یعنی، غیر باپ کی طرف نسبت باوجود اس کے کہ اُسے معلوم ہے کہ یہ باپ نہیں ہے حرام ہے۔

---

[1] شرح صحیح مسلم للھرری، کتاب الایمان، باب حکم ایمان من انتسب لغیر ابیه الخ، ۱۲۴ (۶۰) ۲/۵۰۶۔

[2] شرح صحیح مسلم للھرری، ۲/۲۰۷۔

[3] شرح الطیبی، کتاب النکاح، باب اللعان، الفصل الاول، ۶/۳۳۶۔

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

امام محمد بن اسماعیل بخاری نے روایت کیا کہ ابو عثمان راوی کہتے ہیں:

فذكرت ذلك لابی بكرة فقال: انا سمعته اذنای و وعاه قلبی

عن رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم [1]

یعنی، پس میں نے اِس کا حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا:

اِسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے میرے کانوں نے سنا اور دل نے یاد رکھا۔

"جس نے خود کو غیر باپ کی طرف منسوب کیا" کا مطلب

یعنی، "جو اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف اپنی نسبت کرے" یا "جس نے خود کو غیر باپ کی طرف منسوب کیا" یہ کلمات حضرت سعد بن ابی وقاص، ابو بکرہ، حضرت علی المرتضیٰ، ابن عمر، انس بن مالک، عمرو بن خارجہ اور حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی احادیث میں ہیں جبکہ حدیث ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں "لیس من رجل ادعی لغیر ابیه" ہے۔

عربی زبان میں وہ لڑکا جسے اپنے حقیقی باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کیا جائے اُسے "الدعی" کہتے اس کی جمع "الادعیاء" ہے جو سورۃ الاحزاب کی آیت:۴ میں مذکور ہے اور اس کا مصدر "الدعوۃ" ہے۔

اور ان کلمات کا مطلب حدیث ابن عباس سے واضح ہو جاتا ہے چنانچہ اس میں ہے:

من انتسب الی غیر ابیه [2]

یعنی، جو اپنے آپ کو اپنے باپ کے غیر کی طرف منسوب کرے۔

تو اس کا معنی ہے اپنے آپ کو غیر باپ کی طرف منسوب کرنا جیسا کہ امام محمد بن خلیفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ [3] اور علامہ محمد بن محمد بن یوسف سنوسی مالکی متوفی ۸۹۵ھ [4] لکھتے ہیں:

ایما رجل ادعی لغیر ابیه، ای انتسب

یعنی، جو آدمی اپنے آپ کو اپنے باپ کے غیر کی طرف منسوب کرے۔

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الفرائض، باب "من ادعی الی غیر ابیه"، برقم: ۶۷۶۶، ۲۷۳/۴۔

[2] سنن ابن ماجة، برقم: ۲۶۰۹، ۲۶۳/۳۔

[3] اکمال اکمال المعلم: کتاب الایمان، باب بیان حال من رغب عن ابیه الخ، برقم: ۱۱۲ (۶۱) ۲۸۰/۱۔

[4] مکمل اکمال الاکمال، کتاب الایمان، باب بیان حال من رغب عن ابیه الخ، برقم: ۱۱۲ (۶۱) ۲۸۰/۱۔

اور غیر کو اپنا باپ بنالینا جیسا کہ علامہ محمد امین ہرری شافعی نے لکھا:

"ادعی" انتسب "لغیر ابیہ" و والدہ ای انتسب الیہ واتخذہ ابا [1]

یعنی، "ادّعی" کا معنی ہے انتساب کیا "اس نے اپنے باپ" اور والد "کے غیر کی طرف"

یعنی اس کی طرف اپنے آپ کو منسوب کیا اور اُسے اپنا باپ بنالیا۔

اور امام نووی سے نقل کرتے ہوئے لکھا کہ

ای انتسب الیہ واتخذہ ابا [2]

یعنی، اس کی طرف منسوب اور اُسے اپنا باپ بنالیا۔

اور اس میں علم ہونا شرط ہے جیسا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان "وھو یعلم" اور "وھو یعلمہ" سے ظاہر ہے اور حافظ ابو العباس احمد بن عمر قرطبی متوفی ۶۵۶ھ [3] اور علامہ محمد امین ہرری [4] لکھتے ہیں:

ای انتسب لغیر ابیہ رغبۃ عنہ مع علمہ بہ

یعنی، اپنے باپ سے اعراض کرتے ہوئے اِس کے غیر کی طرف اپنی نسبت کی اس علم کے باوجود کہ یہ اس کا باپ نہیں ہے۔

صرف غیر باپ کی طرف نسبت کرنا ہی نہیں بلکہ اِس میں اپنے خاندان و قوم کے سوا دوسری قوم کی طرف اپنی نسبت کرنا بھی شامل ہے، چنانچہ علامہ شرف الدین حسین بن محمد بن عبد اللہ طیبی متوفی ۷۴۳ھ [5] اور اُن سے ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ [6] لکھتے ہیں:

قولہ: "من ادعیٰ" الدعوۃ بالکسر فی النسب، وھو ان ینتسب الانسان الی غیر ابیہ وعشیرتہ

یعنی، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان "من ادعی" الدعوۃ فی النسب یہ ہے

کہ آدمی اپنے آپ کو اپنے باپ اور کنبے کے غیر کی طرف منسوب کرے۔

---

[1] شرح صحیح مسلم للھرری، کتاب الایمان، باب حکم ایمان من انتسب لغیر ابیہ الخ، برقم: ۱۲۴(۱۰) ۲/۵۰۶۔ [2] شرح صحیح مسلم للھرری، ۲/۵۰۷۔

[3] المفھم، کتاب الایمان، باب اثم من کفر مسلماً، برقم: ۵۱، ۱/۲۵۴۔

[4] شرح صحیح مسلم للھرری، کتاب الایمان، باب حکم ایمان من انتسب لغیر ابیہ الخ، برقم: ۱۲۴(۱۰) ۲/۵۰۶۔ [5] شرح الطیبی، کتاب النکاح، باب اللعان، الفصل الاول، ۶/۳۹۶۔

[6] مرقات، کتاب النکاح، باب اللعان، الفصل الاول، برقم: ۳۳۱۵، ۶/۴۳۶۔

اور اس میں دو باتیں پائی جائیں گی کہ وہ اپنے آباء کی طرف اپنی نسبت کو چھوڑے اور اس نسبت کا انکار کر دے اور اُن کے غیر کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے جیسا کہ قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ھ [1] اور امام ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ [2] "صحیح مسلم" کے ایک باب کے عنوان "من رغب عن ابیه" (جو اپنے باپ سے اعراض کرے) کے تحت لکھتے ہیں:

یرید ترك الانتساب الیه وجحده وانتسب سواه یقال:

رغبت عن الشیء ترکته و کرهته، ورغبت فیه احببته وطلبته

یعنی، وہ اس کی طرف (یعنی اپنے حقیقی باپ کی طرف) انتساب کے ترک اور اس کے انکار کا ارادہ کرتا ہے اور اُس کے سوا کی طرف منسوب ہوتا ہے عربی زبان میں کہا جاتا ہے "رغبت عن الشیء" یعنی میں نے اُسے چھوڑ دیا اور اُسے مکروہ جانا اور کہا جاتا ہے "رغبت فیه" یعنی، میں نے اُسے محبوب رکھا اور اُسے طلب کیا۔

اور علماء کرام نے یہ بھی لکھا ہے کہ جو نہ اپنے آباء کی طرف اپنی نسبت کا انکار کرے اور نہ غیر کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے بلکہ دوسرے لوگ اُسے اس کے آباء کے غیر کی طرف منسوب کرتے ہوں اور وہ اس پر راضی ہو تو وہ شخص بھی اِس حکم میں داخل ہو گا جیسا کہ مُحشّی صحاح ستہ علامہ نور الدین ابو الحسن محمد بن عبد الهادی سندھی حنفی متوفی ۱۱۳۸ھ لکھتے ہیں:

"من ادعی الی غیر ابیه" ای رضی بانه ینسبه الناس الی غیر ابیه [3]

یعنی، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان "جو شخص خود کو غیر باپ کی طرف منسوب کرے" یعنی وہ اس بات پر راضی ہو کہ لوگ اُسے اس کے باپ کے غیر کی طرف منسوب کریں۔

---

[1] اکمال المعلم، کتاب الایمان، باب بیان حال ایمان من رغب عن ابیه الخ، ۳۱۹/۱۔

[2] شرح صحیح مسلم للنووی، کتاب الایمان، باب بیان حال ایمان من رغب عن ابیه الخ، ا۔۲/۴۵۔

[3] فتح الودود فی شرح سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب الرجل ینتمی الی غیر ابیه، برقم: ۵۱۱۳، ۶۸۱/۴۔

حضرت سعد اور ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت

امام محمد بن اسماعیل بخاری، ١؎ امام عبد اللہ بن عبد الرحمٰن دارمی متوفی ٢٥٥ھ، ٢؎ اور امام احمد بن حنبل متوفی ٢٤١ھ ٣؎ روایت کرتے ہیں:

عن عاصم قال سمعت ابا عثمان قال: سمعت سعدا وابا بکرۃ، فقالا: سمعنا النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول: "من ادعی الی غیر ابیہ، وھو یعلم، فالجنۃ علیہ حرام" ٤؎

یعنی، عاصم سے روایت ہے، انہوں نے کہا میں نے ابو عثمان سے سنا، انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت سعد اور ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سنا، دونوں نے فرمایا: ہم نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، "جس نے اپنا باپ کسی اور کو بنایا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ اُس کا یہ باپ نہیں تو اُس پر جنت حرام ہے"۔

اور امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ٢٦١ھ، ٥؎ امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ٢٧٣ھ ٦؎ اور امام احمد بن حنبل متوفی ٢٤١ھ ٧؎ روایت کرتے ہیں:

عن عثمان عن سعد وابی بکرۃ، کلاھما یقول: سمعتہ اذنای و وعاہ قلبی، محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول: "من ادعی الی غیر ابیہ وھو یعلم انہ غیر ابیہ، فالجنۃ علیہ حرام"۔ واللفظ لمسلم

یعنی، عثمان نے سعد (بن ابی وقاص) اور ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کیا دونوں نے فرمایا کہ اسے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہمارے کانوں نے سنا اور دل نے یاد رکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے اپنا باپ کسی اور کو بنایا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ اُس کا یہ باپ نہیں تو اُس پر جنت حرام ہے"۔

١؎ صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الطائف، برقم: ٤٣٢٦، ٣/٤٣٢٧، ١٠٠۔

٢؎ سنن الدارمی، کتاب السیر، باب فی الذی ینتمی الی غیر موالیہ، برقم: ٢٥٣٠، ٢/١٩٦۔

٣؎ المسند: ٥/٤٦۔

٤؎ ونقلہ التبریزی فی "مشکاتہ"، کتاب النکاح، باب اللعان، الفصل الاول، برقم: ٣٣١٤، ١/٢/٦٠٨۔

٥؎ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان حال ایمان من رغب عن ابیہ وھو یعلم، برقم: ١١٥/١٣٢۔(٦٣)ص٥٩۔

٦؎ سنن ابن ماجہ، کتاب الحدود، باب "من ادعی الی غیر ابیہ الخ"، برقم: ٢٦١٠، ٣/٢٦٣، ٢٦٤۔

٧؎ المسند: ١/١٧٤۔

امام مسلم کی دوسری روایت میں ہے:

عن ابی عثمان، قال: لما ادعی زیاد لقیت ابا بکرۃ فقلت لہ: ما ھٰذا الذی صنعتم؟ انی سمعت سعد بن ابی وقاص یقول: سمع اذنای من رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وھو یقول: "من ادعی ابا فی الاسلام غیر ابیہ، یعلم انہ غیر ابیہ، فالجنۃ علیہ حرام"، فقال ابو بکرۃ: وانا سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [1]

یعنی، ابو عثمان بیان کرتے ہیں کہ جب زیاد کے بھائی ہونے کا دعویٰ کیا گیا تو میں نے حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی اور اُن سے کہا یہ تم نے کیا کیا؟ میں نے تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا انہوں نے فرمایا کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے کانوں سے سنا کہ آپ نے فرمایا "جس نے اپنا نسب اپنے باپ کے سوا کسی اور شخص سے بیان کیا اُس پر جنت حرام ہے" تو حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہی سنا تھا۔

"جنت میں داخل نہ ہونے" کا مطلب

نسب بدلنے والے، غیر باپ کی طرف اپنی نسبت کرنے والے کیلئے فرمایا گیا کہ اس پر جنت حرام ہے وہ جنت میں داخل نہ ہو گا اب دیکھنا یہ ہے کہ جنت میں داخل نہ ہونے کا مطلب کیا ہے؟

علماء کرام نے اس کے دو مطلب بیان کئے ہیں کہ اگر وہ نسب بدلنے کو حلال جان کر اس کا ارتکاب کرے گا تو جنت اُس پر حرام ہے اور یہ بھی بیان کیا کہ جب کامیاب لوگ جنت میں جائیں گے اس وقت یہ لوگ جنہوں نے اپنے نسب بدلے تھے جنت میں نہیں جائیں گے۔

اور امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی شافعی لکھتے ہیں:

ففیہ تاویلان، احدھما: انہ محمول علی من فعلہ مستحلا لہ،

والثانی: ان جزاءہ انھا محرمۃ اوّلا عند دخول الفائزین واھل السلامۃ [2]

یعنی، پس اِس میں دو تاویلیں ہیں، اُن میں سے ایک یہ ہے کہ یہ اس پر محمول ہے جو حلال جانتے ہوئے اِس کا ارتکاب کرے، اور دوسری یہ کہ اُس کی سزا یہ ہے کہ اوّلاً کامیاب اور اہلِ سلامۃ کے جنت میں دخول کے وقت اِس کا اِرتکاب مرتکِب کو دخولِ جنت سے محرم کرنے والا ہے۔

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان حال ایمان من رغب عن ابیہ وھو یعلم، برقم: ۱۳۱/۱۱۴۔(۶۳) ص۵۸۔

[2] شرح صحیح مسلم للنووی، کتاب الایمان، باب حال ایمان من رغب عن ابیہ الخ، برقم: ۱۱۴۔(۶۱)۱۰/۲/۳۵۔

امام شرف الدین حسین بن محمد طیبی شافعی متوفی ۷۴۳ھ[1] اور ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ[2] لکھتے ہیں:

اقول: معنی قوله: "فالجنة عليه حرام" على الاول ظاهر، وعلى الثانی تغليظ

یعنی، میں کہتا ہوں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کہ "اس پر جنت حرام ہے"
کا معنی پہلی وجہ پر تو ظاہر ہے اور دوسری وجہ تغلیظ (یعنی تشدید) ہے۔

اور شیخ محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی حنفی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

این زجر و تشدید ست یا محمول بر استحلال ست یا مراد عدم دخول جنت ست با مقربان و سابقان [3]

یعنی، یہ زجر اور تشدید ہے، یا اُس شخص کے بارے میں جو اِسے حلال جانے،
یا مطلب یہ ہے کہ وہ مقربین و سابقین کے ساتھ جنت میں داخل نہ ہوگا۔

اور علامہ ابو الحسن سندھی حنفی لکھتے ہیں:

قوله: "فالجنة عليه حرام" ای ان استحل ذلك،
او محمول على الزجر والتغليظ للتنفير عنه [4]

یعنی، حضور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان "اس پر جنت حرام ہے" یعنی اگر اُسے حلال جانتا ہے تو اس پر جنت حرام ہے،
یا یہ باپ سے نفرت کی وجہ سے زجر اور تغلیظ پر محمول ہے۔

---

[1] شرح الطيبي، كتاب النكاح، باب اللعان، الفصل الاول، ۳۹۶/۶۔

[2] مرقات، كتاب النكاح، باب اللعان، برقم: ۳۳۱۵، ۲۳۶/۶۔

[3] اشعة اللمعات، كتاب النكاح، باب اللعان، الفصل الاول، ۱۷۸،۱۷۷/۳۔

[4] حاشية السندي على الصحيح للبخاري، كتاب الفرائض، باب من ادعى الى غير ابيه، ۲۲۶/۴۔

ایک مسلمان جب اس قبیح فعل کا ارتکاب کرتا ہے تو اس سے یہی توقع کی جاتی ہے کہ وہ اِسے حلال نہیں جانتا اسلئے کچھ علماء کرام نے اِس حدیث شریف کا دوسرا مطلب ہی بیان کیا جیسا کہ محشی صحاح ستہ علامہ نور الدین محمد بن عبد الہادی سندھی حنفی متوفی ۱۱۳۸ھ لکھتے ہیں:

وفیہ "من ادعی الی غیر ابیہ فالجنۃ علیہ حرام" ای دخولہ ابتداء حرام ان جزاء عملہ ان لا یدخل ابتداء [1]

یعنی، اور اِس حدیث میں ہے "جس نے اپنا باپ کسی اور کو بنایا اس پر جنت حرام ہے" یعنی اس کا ابتداءً (جنت میں) دخول حرام ہے، بے شک اس کے عمل کی جزا یہ ہے کہ وہ ابتداءً داخل نہ ہو۔

اور لکھتے ہیں کہ

ای لا یستحق ان یدخل فیہا ابتداء [2]

یعنی، وہ اِس کا مستحق نہیں کہ جنت میں ابتداءً داخل ہو۔

اور لکھتے ہیں کہ

ای لا یستحقہ دخولہا اولا [3]

یعنی، وہ اوّلاً جنت میں دخول کا مستحق نہیں ہے۔

اور دوسری تاویل کے مطابق جب اوّلاً نسب بدلنے والوں کو سزا کے طور پر دخولِ جنت سے روک دیا جائے گا پھر بعد میں انہیں جنت میں داخلہ کی اجازت دی جائے گی چنانچہ امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

ثم ان قد یجازی فیمنعہا عند دخولہم ثم یدخلہا بعد ذلک [4]

یعنی، پھر یہ سزا دی جائے کہ کامیاب لوگوں کے جنت میں داخلے کے وقت انہیں روک دیا جائے پھر بعد میں جنت میں داخل کیا جائے۔

---

[1] حاشیۃ السندی علی الصحیح للبخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الطائف، برقم: ۴۳۲۶، ۴۳۲۷، ۱۱۴/۳۔

[2] حاشیۃ السندی علی السنن لابن ماجۃ، برقم: ۲۶۱۰، ۲۶۳/۳۔

[3] فتح الودود فی شرح سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الرجل ینتمی الی غیر موالیہ، برقم: ۵۱۱۳، ۶۸۱/۴، ۶۸۲۔

[4] شرح صحیح مسلم للنووی، کتاب الایمان، باب حال ایمان من رغب عن ابیہ الخ، برقم: ۱۱۴۔(۶۱)، ۱/۲/۴۵۔

اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمادے اُن سے مؤاخذہ ہی نہ فرمائے چنانچہ امام نووی شافعی لکھتے ہیں:

وقد لا یجازی بعفو اللہ سبحانہ وتعالیٰ عنہ ومعنی حرام ممنوعۃ [1]

یعنی، اور یہ بھی ہو کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اُسے سزا ہی نہ دے بلکہ اُسے معاف فرمادے

اور حدیث شریف میں مذکور لفظ "حرام" کا مطلب روکنا ہوگا۔

اور علامہ ابوالحسن سندھی حنفی لکھتے ہیں:

واما فضل اللہ واسع، فیمکن انہ تعالیٰ بفضلہ یدخلہ ابتداء

لقولہ تعالیٰ ﴿ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ ﴾ الآیۃ [2]

یعنی، مگر اللہ تعالیٰ کا فضل واسع ہے تو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے اپنے فضل سے ابتداءً جنت میں داخل فرمادے

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ ﴾

اور اِس تاویل کے راجح ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اہلسنّت کا مذہب یہ ہے کہ گناہوں کی وجہ سے کوئی شخص جنت سے محروم نہیں ہوتا چنانچہ قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی لکھتے ہیں:

تاویلہ علی ما تقدم من اھل السنۃ من ان الذنوب لا تحرم علی احد الجنۃ البتۃ،

بل ان شاء اللہ تعالیٰ اخذ وعاقب وحرمھا للمذنب مدۃ ثم یدخلھا وان شاء عفی،

او یکون تاویل الحدیث لفاعلہ مستحلا [3]

یعنی، اِس (فرمان) کی تاویل وہی ہے جو اہلسنّت کی طرف سے پہلے گزری یہ ہے کہ گناہ کسی پر جنت کو حرام نہیں کرتے، بلکہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو مواخذہ فرمائے، عذاب دے اور جنت گنہگار پر ایک مدت کیلئے حرام فرمادے پھر اس میں داخل فرمائے اور اگر چاہے تو معاف فرمادے یا حدیث کی تاویل یہ ہے کہ یہ وعید حلال سمجھ کر اِس کا ارتکاب کرنے والے کیلئے ہے۔

---

[1] شرح صحیح مسلم للنووی، کتاب الایمان، باب حال ایمان، من رغب عن ابیہ الخ، برقم: ۱۱۲۔(۶۱)،۱/۲/۳۵۔

[2] حاشیۃ السندی علی الصحیح للبخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الطائف، برقم: ۴۳۲۶،۴۳۲۷،۳/۱۱۵۔

[3] اکمال المعلم: کتاب الایمان، باب بیان حال من رغب عن ابیہ الخ، ۲/۳۱۹۔

جنت کی خوشبو نہیں پائے گا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت

امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ روایت کرتے ہیں:

عن عبد اللہ بن عمر قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "من ادعی الی غیر ابیہ لم یرح رائحۃ الجنۃ، فان ریحہا لیوجد مسیرۃ خمس مائۃ عام" [1]

یعنی، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے اپنا باپ کسی اور کو بنایا وہ جنت کی بُو نہیں پائے گا بے شک جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی دُوری سے پائی جاتی ہے"۔ [2]

خوشبو نہ پانے سے مراد

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے کہ "جس نے اپنا باپ کسی اور کو بنایا وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گا" تو جنت کی خوشبو نہ پانے سے مراد کیا ہے؟ اِس کے بارے میں شارحینِ حدیث کا کہنا ہے کہ یہ ابتداءً جنت میں داخل نہ ہونے سے کنایہ ہے یا اِس حدیث شریف سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنے ایمان اور اچھے اعمال کے بعد اللہ تعالیٰ کے کرم سے جنت میں چلا گیا تو بھی جنت کی خوشبو پانے سے محروم رہے گا، چنانچہ علامہ نور الدین محمد بن عبد الہادی سندھی حنفی متوفی ۱۱۳۸ھ "لم یرح ریح الجنۃ" (جنت کی بو نہیں پائے گا) کے تحت لکھتے ہیں:

ای لم یشم ریحہا، وھو کنایۃ عن عدم الدخول فیہا ابتداء، بمعنی انہ لا یستحق ذلک، والمعنی لا یجد لہا ریحا وان دخلہا [3]

یعنی، اِس کا معنی ہے کہ جنت کی بو نہیں سونگھے گا اور یہ ابتداءً جنت میں عدم دخول سے کنایہ ہے اِس معنی میں ہے کہ وہ اِس کا مستحق نہ ہوگا اور معنی یہ ہے کہ جنت کی خوشبو نہیں پائے گا اگرچہ اُس میں داخل ہو جائے۔

---

[1] سنن ابن ماجہ، کتاب الحدود، باب: "من ادعی الی غیر ابیہ" الخ، برقم: ۲۶۱۱، ۳/۲۶۳۔

[2] بعض روایات میں سات سو سال کا بھی ذکر ہے لیکن محفوظ یہی ہے کہ پانچ سو سال ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[3] حاشیۃ السندی علی السنن لابن ماجۃ، برقم: ۲۶۱۱، ۳/۲۶۳۔

نسب بدلنے کو کُفر فرمایا گیا

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں کہ

عن ابی ذر انہ سمع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول: لیس من رجل ادعیٰ لغیر ابیہ، وھو یعلمہ، الا کفر، ومن ادعیٰ قوما لیس لہ فیھم نسب فلیتبوا مقعدہ من النار [1]

یعنی، حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ "جو شخص بھی اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف نسب کا دعویٰ کرے (یا کسی اور نسب کی طرف خود کو منسوب کرے) حالانکہ وہ جانتا ہے (یہ نسبت غیر کی طرف ہے) وہ کافر ہو جائے گا اور جس نے کسی ایسی قوم کی طرف خود کو منسوب کیا جس میں اس کا نسب نہیں وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے۔

اور امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ کی روایت اس طرح ہے کہ

عن ابی ذر انہ سمع النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول: لیس من رجل ادعی لغیر ابیہ وھو یعلمہ، الا کفر، ومن ادعی ما لیس لہ فلیس منا، ولیتبوا مقعدہ من النار [2]

یعنی، حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ "جو کوئی اپنے باپ کے غیر کی طرف اپنی نسبت کرے حالانکہ وہ جانتا ہے (یہ نسبت غیر کی جانب ہے) وہ کافر ہو جائے گا اور جس نے ایسی چیز کا دعویٰ کیا جو اس کیلئے نہیں ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور وہ اپنی جگہ دوزخ میں بنالے۔

اور حدیث شریف میں "لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ" ہے اور اس میں "مِنْ" زائدہ ہے۔ [3]

اور احادیث نبویہ علیہ التحیۃ والثناء میں وارد حکم جس طرح مردوں کیلئے ہے اسی طرح عورتوں کیلئے بھی ہے چنانچہ امام شہاب الدین احمد قسطلانی شافعی [4] اور علامہ محمد امین ہرری [5] نے لکھا ہے کہ

مردوں سے تعبیر کرنا بطور غلبہ کے جاری ہوا، ورنہ عورتوں کا بھی یہی حکم ہے۔

---

[1] صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب نسبۃ الیمن الی اسماعیل، برقم: ۳۵۰۸، ۲/۲۱۶۔

[2] صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان حال ایمان من رغب عن ابیہ، برقم: ۱۱۲/۱۲۹۔(۶۱)، ص۵۸۔

[3] ارشاد الساری، کتاب المناقب، باب بعد باب نسبۃ الیمن الی اسماعیل علیہ السلام، ۳۵۰۸، ۸/۱۹۔

[4] ایضاً۔ [5] شرح صحیح مسلم للھرری، کتاب الایمان، باب حکم ایمان من انتسب لغیر ابیہ وھو یعلم الخ، برقم: ۱۲۳ (۶۰) ۲/۵۰۶، ۵۰۷۔

”وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے“ کا مطلب

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”جو اپنا کوئی اپنے باپ کے غیر کی طرف اپنی نسبت کرے تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے“۔ اِس میں آخری جملہ ”جہنم ٹھکانہ بنالے“ اِس سے مراد کیا ہے؟ تو اس کے بارے میں کہا گیا کہ وہ جہنم کا مستحق ہے کہ اُس نے اپنے کرتوت سے جہنم کو اپنے لئے واجب کرلیا، چنانچہ قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ھ لکھتے ہیں:

وقوله: ”فليتبوا مقعده من النار“: اى استحق ذلك بقوله، واستوجبه لمعصية الا ان يعفوا عنه [1]

یعنی، اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ”چاہئے کہ اپناٹھکانہ جہنم بنالے“ یعنی وہ اپنے قول سے اِس کا مستحق ہے اور اُس نے اپنی معصیت کے ذریعے اپنے لئے اُسے واجب کرلیا مگر یہ کہ اُسے معاف کردیا جائے۔

پھر یہ جملہ یا تو مرتکب کے خلاف دعا ہے یا یہ اس کے انجام کی خبر ہے پھر اگر وہ نسب بدلنے کے حرام ہونے کا علم رکھتے ہوئے بھی اسے حلال جانتا ہے تو جہنم اس کا ہمیشہ کیلئے ٹھکانہ ہے اور اگر حلال نہیں جانتا پھر یا تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اُسے معاف فرمادے اور اُسے توبہ کی توفیق مرحمت فرمادے اور وہ گناہ اس سے ساقط ہوجائے ورنہ اُسے مخصوص مدت کیلئے بطورِ سزا جہنم میں رکھا جائے۔ چنانچہ علامہ محمد امین ہرری شافعی نے لکھا کہ

هذا دعاء عليه او خبر بلفظ الامر وهو اظهر القولين فيه، اى يكون مقعده ومنزله من النار مخلدا فيها ان استحل ذلك او هذا جزائه ان جوزى على ذلك ان لم يستحل لانه يجاز عليه ان لم يغفر له، وقد يعفى عنه وقد يوفق للتوبة فيسقط عنه ذلك [2]

یعنی، یہ اس مرتکب کے خلاف دعا ہے یا لفظِ امر کے ساتھ خبر ہے اور ان میں سے یہ قول اظہر القولین ہے، یعنی اس کا ٹھکانہ اور منزل اگر اُسے حلال جانتا ہے تو خلود فی النار ہے اور اگر اس گناہ کے ارتکاب پر سزا دیا گیا تو یہ اس کی سزا ہے اور اگر حلال نہیں جانتا کیونکہ اگر اُسے نہ بخشا گیا تو وہ اس پر سزا دیا جائے گا اور کبھی بخش دیا جاتا ہے اور توبہ کی توفیق مرحمت کیا جاتا ہے تو اس سے وہ گناہ ساقط ہوجاتا ہے۔

---

[1] اکمال المعلم: کتاب الایمان، باب بیان حال من رغب عن ابیه وهو یعلم، برقم: ۱۱۲ (۶۱) ۱/۳۱۹۔

[2] شرح صحیح مسلم للهرری، کتاب الایمان، باب حکم ایمان من انتسب لغیر ابیه الخ، ۲/۵۰۸۔

"ہم میں سے نہیں" کا مطلب

امام مسلم کی روایت میں ہے کہ "جس نے ایسی چیز کا دعویٰ کیا جو اس کیلئے نہیں وہ ہم میں سے نہیں" مستحل کے حق میں یہ کلمات اپنے ظاہر پر ہیں اور غیر مستحل کیلئے اس کا مطلب ہو گا کہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہدایت پر چلنے والا اور آپ کی سنت پر عمل کرنے والا نہیں یا یہ کہ وہ اہلِ دین کے طریقے پر نہیں ہے۔ چنانچہ امام قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ھ لکھتے ہیں:

وقوله: "ليس منا" على ما تقدم، اى ليس مهتديا بهدينا ولا مسنا بسنتنا [1]

یعنی، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان "وہ ہم میں سے نہیں" کا مطلب بنابر اس کے جو پہلے گزرا ہے یہ کہ وہ ہماری ہدایت پر چلنے والا اور ہماری سنت پر عمل کرنے والا نہیں۔

اور حافظ ابو العباس احمد قرطبی متوفی ۶۵۶ھ لکھتے ہیں:

ظاهر التبرى المطلق، فيبقى على ظاهره فى حق المستحل لذلك على ما تقدم ويتاول فى حق غير المستحل، بانه ليس على طريقة النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ولا على طريقة اهل دينه، فان ذلك ظلم وطريقة اهل الدين العدل، وترك الظلم ويكون هذا كما قال: "ليس منا من ضرب الخدود وشق الجنوب" ويقرب منه "من لم ياخذ من شاربه فليس منا" [2]

یعنی، ظاہر مطلق تبری (یعنی برأت) ہے اور یہ فرمان حلال جاننے والے کے حق میں اپنے ظاہر پر ہے اور حلال نہ جاننے والے کے حق میں اس کی تاویل کی جائے گی، اس طرح کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریقہ پر نہیں ہے اور نہ ہی اہلِ دین کے طریقے پر ہے اور اہلِ دین کا طریقہ عدل ہے اور ترکِ ظلم ہے اور یہ فرمانِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اِس فرمان کی طرح ہے جس میں آپ نے ارشاد فرمایا "جس نے رُخسار پیٹے اور گریبان چاک کئے وہ ہم سے نہیں" [3] اِس کے قریب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ "جو اپنی مونچھوں سے نہ لے یعنی انہیں نہ تراشے وہ ہم سے نہیں"۔ [4]

---

[1] اكمال المعلم، كتاب الايمان، باب بيان حال ايمان من رغب عن ابيه الخ، ۳۱۹/۱۔

[2] المفهم، كتاب الايمان، باب اثم من كفر مسلماً، برقم: ۱۵، ۲۵۳/۱۔

[3] رواه البخارى، برقم: ۳۵۱۹، ومسلم، برقم: ۱۰۳۔

[4] رواه الترمذى، برقم: ۲۷۶۲۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، ۱؎ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ ۲؎ اور امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ ۳؎ روایت کرتے ہیں کہ

عن عراك بن مالك انه سمع ابا هريرة يقول: ان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم قال: "لا ترغبوا عن آبائكم، فمن رغب عن ابيه فهو كفر"۔ واللفظ لمسلم ونقله التبريزي في "مشكاته" في كتاب النكاح، باب اللعان ۴؎

یعنی، عراک بن مالک نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اپنے آباء کے نسب سے اِعراض نہ کرو (یعنی انکار نہ کرو) پس جس نے اپنے باپ کے نسب کا انکار کیا وہ کافر ہوگیا"۔

"اعراض نہ کرو" کا مطلب

حدیثِ ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے کہ "اپنے آباء کے نسب سے اعراض نہ کرو" اِس سے مراد ہے کہ اپنے نسب کو اپنے آباء کے غیر کی طرف نہ پھیرو اور یہ زمانۂ جاہلیت کے کافروں کی عادات سے ہے اسلام میں جب اِس سے منع کر دیا گیا تو مرتکِب کیلئے وعیدیں وارِد ہوئیں۔

چنانچہ شارح صحیح البخاری حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

انما المراد به من تحول عن نسبته لابيه الى غير ابيه عامدا مختارا، وكانوا في الجاهلية لا يستنكرون ان يتبنى الرجل ولد غيره ويصير الولد وينسب الى الذي تبناه حتى نزل قوله تعالى ﴿ ادعوهم لأبآئهم هو اقسط عند الله ﴾، وقوله سبحانه تعالى ﴿ وما جعل ادعيآءكم ابنآءكم﴾ فنسب كل واحد الى ابيه الحقيقي، وترك الانتساب الى من تبناه ۵؎

۱؎ صحيح البخاري، كتاب الفرائض، باب: "من ادعى الى غير ابيه"، برقم: ۶۷۶۸،۴/۲۷۳۔

۲؎ صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب بيان حال ايمان من رغب عن ابيه، برقم: ۱۳۰/۱۱۳۔(۶۲) ص۵۸۔

۳؎ المسند، ۲/۵۲۶۔

۴؎ الفصل الاول، برقم: ۳۳۱۵،۱۔۲/۲۰۸۔

۵؎ فتح الباري، كتاب الفرائض، باب من ادعى الى غير ابيه، برقم: ۶۷۶۸،۱۱۔۱۲/۶۳۔

یعنی، اِس سے مراد صرف یہ ہے کہ جو شخص اپنے باپ کی طرف نسبت کو اپنے اختیار کے ساتھ عمداً غیر باپ کی طرف پھیرے (تو وہ اِس وعید کا مستحق ہے جو اِس حدیث شریف میں مذکور ہے) اور زمانۂ جاہلیت میں لوگوں میں یہ معیوب نہ تھا کہ وہ غیر کے بیٹے کو متبنّٰی بنالیں اور وہ اس (متبنّٰی بنانے والے) کا بیٹا ہو جائے اور اُسی کی طرف منسوب ہو کہ جس نے اُسے متبنّٰی بنایا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم نازل ہوا "انھیں اُن کے باپوں کا کہہ کر پکارو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے" اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا کہ "یہ تمہارے لے پالکوں کو تمہارا بیٹا بنایا" تو ہر ایک اپنے حقیقی باپ کی طرف منسوب کر دیا گیا اور متبنّٰی بنانے والے کی جانب انتساب کو ترک کر دیا گیا۔

اور شیخ محقق شیخ عبدالحق محدِث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں:

اعراض نکنید از پدرانِ خود بترک نسبت بایشان، کسیکہ اعراض کند از پدر خود و ترک کند نسبت خود را بوے پس تحقیق کفرانِ نعمت کرد و چہ نعمت کہ اصل ہمہ نعمتہاست [1]

یعنی، اپنے آباء سے اعراض نہ کرو اُن کی طرف اپنی نسبت کو ترک کر کے، جس نے اپنے باپ سے اعراض کیا اور اپنی اس کی طرف نسبت کو ترک کیا پس تحقیق اس نے کفرانِ نعمت کیا، اس نعمت کا جو تمام نعمتوں کی اصل ہے۔

حضرت ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ

عن عمرو بن شعيب عن ابيه، عن جده قال "كفر بامرئ ادعاء نسب لا يعرفه و جحده، وان دق" [2]

یعنی، عمرو بن شعیب اپنے باپ سے، وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "آدمی کا ایسے نسب کی طرف انتساب کہ جسے وہ نہیں پہچانتا (یا وہ معروف نہیں) یا (اس کا اپنے) نسب کا انکار کرنا اگرچہ وہ چھوٹا (یعنی حقیر) ہو کفر ہے۔

---

[1] اشعة اللمعات، كتاب النكاح، باب اللعان، الفصل الاول، ۱۷۸/۳۔

[2] سنن ابن ماجه، كتاب الفرائض، باب: من انكر ولده، برقم: ۲۷۴۴، ۳۳۷/۳، وقال محققه اسناده صحيح۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی اِس روایت کو امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ نے اپنی "مسند" ۱؎ میں اِن الفاظ سے روایت کیا:

عن عمرو بن شعیب بن ابیہ، عن جدہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

"کفر تبرؤ من نسب، وان دق، او ادعاوہ الی نسب لا یعرف"

اور امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ "معجم اوسط" ۲؎ میں اور "معجم صغیر" ۳؎ میں اِن الفاظ کے ساتھ مرفوعاً روایت کیا:

"کفر بامریء ادعاءہ (وفی الصغیر ادعا) الیٰ نسب لا یعرف، وجحدہ، وان دق"

اور حافظ ابو احمد عبد اللہ بن عدی متوفی ۳۶۵ھ نے "الکامل" ۴؎ میں اِن الفاظ کے ساتھ مرفوعاً روایت کیا:

"کفر من ادعی الیٰ نسب لا یعرف، او جحدہ وان دق"

اور علامہ نور الدین ہیثمی متوفی ۸۰۷ھ نے "مجمع البحرین" ۵؎ میں اور "مجمع الزوائد" ۶؎ میں اِسے نقل کیا ہے۔

۱؎ المسند: ۲/۲۱۵۔

۲؎ المعجم الاوسط، من اسمہ محمود، برقم: ۷۹۱۹، ۲/۳۹، ۳۰۔

۳؎ المعجم الصغیر، من اسمہ محمود، برقم: ۲/۱۰۸۔

۴؎ الکامل لابن عدی، عمر بن شعیب (برقم: ۱۲۸۱/۳۱۴)، ۲/۲۰۳۔

۵؎ مجمع البحرین، کتاب الایمان، باب فی الکبائر، برقم: ۱۳۴، ۱/۸۵۔

۶؎ مجمع الزوائد، کتاب الایمان، باب فیمن ادعی غیر نسبہ الخ، برقم: ۳۲۸، ۱/۱۲۷۔

کافر ہونے کا مطلب

حدیث شریف میں نسب بدلنے، غیر آباء کی طرف انتساب کرنے کو کفر قرار دیا گیا ہے اس میں بھی دو تاویلیں ہیں ایک یہ کہ نسب بدلنا جس سے قرآن میں ممانعت اور حدیث شریف میں اِس پر سخت وعیدیں وارِد ہوئیں اُسے اگر حلال جانتا ہو تو کافر ہو جائیگا، دوسری یہ کہ اگر حلال نہیں جانتا تو مراد وہ کفر نہیں ہو گا جو اُسے ملتِ اسلام سے خارج کر دے بلکہ کُفرانِ نعمت مراد ہے یا عمل کفار کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے اس پر کفر کا لفظ بولا گیا چنانچہ امام ابوزکریا نووی شافعی متوفی ٦٧٦ھ لکھتے ہیں جیسا کہ علامہ محمد امین ہرری نے ان سے نقل کیا ہے کہ

قال النووی: فیه تاویلات احدهما: انه فی حق المستحل، والثانی: انه کفر النعمة والاحسان وحق الله وحق ابیه، ولیس المراد الکفر الذی یخرجه عن ملة الاسلام وهذا کقوله "یکفرن" ثم فسره بکفرانهن الاحسان و کفران العشیر [1]

یعنی، امام نووی نے فرمایا: اِس میں تاویلیں ہیں، اُن میں سے ایک یہ کہ یہ وعید حلال جاننے والے کے حق میں ہے، اور دوسری یہ کہ یہ نعمت، احسان، اللہ تعالیٰ کے حق اور اپنے باپ کے حق کی ناشکری ہے اور وہ کفر مراد نہیں ہے جو مرتکب کو ملتِ اسلام سے خارج کر دیتا ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان "یکفرن" کی مثل ہے، پھر اس کی تفسیر عورتوں کی طرف سے احسان کی ناشکری اور اُن کے اپنے شوہروں کی ناشکری کے ساتھ کی ہے۔

اپنے باپ کو چھوڑ کر دوسرے کی طرف نسبت یا تو قذف (یعنی تہمت زِنا) ہے یا کذب (یعنی جھوٹ) ہے یا والدین کی نافرمانی علماء کرام نے فرمایا کہ اِن میں سے کوئی چیز بھی کفر نہیں ہے، لہٰذا ظاہر حدیث کو حلال جاننے والے پر محمول کیا جائے گا۔

---

[1] شرح صحیح مسلم للهرری، کتاب الایمان، باب حکم ایمان من انتسب لغیر ابیه الخ، برقم: ۱۹۳ (۶۰) ۲/۵۰۷۔

اور امام محمد بن خلیفہ وشتانی اَبّی مالکی متوفی ۸۲۸ھ[۱] اور علامہ محمد بن محمد بن یوسف سنوسی حسنی مالکی متوفی ۸۹۵ھ[۲] لکھتے ہیں کہ اِس حدیث شریف میں تاویل کی ضرورت ہے:

لان انتسابه لغير ابيه قذف، او كذب، او عقوق، ولا شيء من ذلك بكفر فيحمل ايضا على المستحل، او انه اراد كفر النعمة اى حجد حق ابيه، او انه اطلق الكفر مجازا لشبهه بفعل اهل الكفر لانهم كانوا يفعلونه فى الجاهلية

یعنی، کیونکہ غیر باپ کی طرف انتساب تہمت ہے یا جھوٹ ہے یا نافرمانی ہے اور اِن میں سے کوئی چیز کفر نہیں تو اِسے بھی (غیر آباء کی طرف انتساب کو) حلال جاننے والے پر محمول کیا جائے گا، یا یہ کہ حدیث شریف میں اس سے کُفرانِ نعمت یعنی اپنے حقیقی باپ کے حق کے انکار کا ارادہ کیا گیا یا یہ کہ اس عمل کی اہلِ کُفر کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے مجازاً اُس پر کفر کا اطلاق کیا کیونکہ وہ جاہلیت میں ایسا کرتے تھے۔

علامہ محمد امین ہرری نے لکھا کہ

ذلك المنتسب كفراً حقيقا يخرجه عن الملة ان استحل ذلك الانتساب، لانه ما هو معلوم حرمته من الدين ضرورة، والا كفر كفرا بمعنى كفران نعمة الابوة اى حجد حق ابيه، لان انتسابه لغير ابيه اما قذف، او كذب، او عقوق ولا شيء من ذلك كفر، قال القرطبي: او انه اطلق الكفر مجازا لشبهه بفعل اهل الكفر لانهم كانوا يفعلونه بالجاهلية، وعبارته هنا[۳]

یعنی، اگر وہ غیر باپ کی طرف انتساب کو حلال جانتا ہے منتسب حقیقی کفر کا مرتکب ہو جائے گا جو اُسے ملتِ اسلامیہ سے نکال دیگا کیونکہ یہ وہ ہے کہ جس کی حرمت ضروریاتِ دین ہونا معلوم ہے ورنہ (یعنی اگر وہ اسے حلال نہیں جانتا تو) یہ کفر بمعنی کفرانِ نعمت اُبوۃ ہے یعنی اس نے اپنے باپ کے حق کا انکار کیا، اُس کی ناشکری کی اِس لئے کہ اُس کا اپنے باپ کے غیر کی طرف انتساب یا تو قذف (تہمت) ہے یا جھوٹ ہے یا عقوق (نافرمانی) ہے اور اِن میں سے کوئی چیز بھی کفر نہیں ہے، امام قرطبی نے فرمایا کہ یا یہ ہے کہ اہلِ کفر کے فعل کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے اُس پر کفر کا لفظ بولا گیا کیونکہ وہ زمانۂ جاہلیت میں اس طرح کیا کرتے تھے۔

---

[۱] اكمال اكمال المعلم: كتاب الايمان، باب بيان حال من رغب عن ابيه وهو يعلم، برقم: ۱۱۲ (۶۱) ۱/۲۸۰، ۲۸۱۔

[۲] مكمل اكمال الاكمال، كتاب الايمان، باب بيان حال من رغب عن ابيه وهو يعلم، برقم: ۱۱۲ (۶۱) ۱/۲۸۰۔

[۳] شرح صحيح مسلم للهرري، كتاب الايمان، باب حكم ايمان من انتسب لغير ابيه الخ -----

اور علماء کرام نے یہ بھی لکھا ہے غیر آباء کی طرف انتساب کرنے والا اگر اس کے حلال ہونے کا اعتقاد رکھتا ہے تو اجماع کی مخالفت کی وجہ سے کافر ہو گا چنانچہ امام شرف الدین حسین بن محمد طیبی شافعی متوفی ۷۴۳ھ[۱] اور ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ[۲] لکھتے ہیں:

فمن اعتقد اباحته كفر لمخالفة الاجماع، [ومن لم يعتقد اباحته ففي] فمعنى كفره وجهان، احدهما: انه قد اشبه فعله فعل الكفار، والثاني: انه كافر نعمة الاسلام

یعنی، پس جس نے اس (یعنی نسب بدلنے) کے مباح ہونے کا اعتقاد کیا وہ اجماع کی مخالفت کی وجہ سے کافر ہوا اور جو اس کی اباحت کا اعتقاد نہ رکھے تو اس کے مرتکب کے کفر کے معنی میں دو وجہیں ہیں، اُن میں سے ایک یہ کہ اس (نسب بدلنے والے) نے اپنا فعل کافروں کے فعل کے مشابہ کر دیا اور دوسرا یہ کہ وہ نعمتِ اسلام کی ناشکری کرنے والا ہے۔

شیخ الحدیث غلام رسول رضوی لکھتے ہیں:

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ انسان گناہ کرنے سے کافر نہیں ہوتا اور حدیث میں اپنے والد کے غیر کی طرف اپنی نسبت کرنے کو کفر قرار دیا گیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مؤوّل ہے، تاویل یہ ہے کہ جو کوئی اپنے والد کے غیر کی طرف اپنی نسبت کو حلال اور جائز سمجھے وہ کافر ہے یا مراد کفرانِ نعمت ہے، یا یہ مراد ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے حق اور اپنے والد کے حق کا انکار کر دیا یا زجر و تہدید کیلئے فرمایا، حدیث کا معنی یہ ہے کہ جو کوئی اپنی نسبت غیر کی طرف کرے یا اپنے آپ کو غیر خاندان میں شمار کرے اور اس کو جائز سمجھے وہ شخص کافر ہے اِس زمانہ میں دیکھنے میں آیا ہے بعض سادات کی طرف اپنی نسبت کر لیتے ہیں تاکہ عوام کی نگاہوں میں محترم ہوں وہ اِس حدیث کے مِصداق ہیں۔[۳]

---

[۱] شرح الطیبی، کتاب النکاح، باب اللعان، الفصل الاول، ۳۹۶/۶۔

[۲] مرقات، کتاب النکاح، باب اللعان، الفصل الاول، برقم: ۳۳۱۵، ۳۳۶/۶۔

[۳] تفہیم البخاری، کتاب المناقب، باب نسبۃ الیمن الی اسماعیل علیہ السلام، برقم: ۳۲۸۱، ۳۸۳/۵، ۳۸۴۔

اور حافظ ابو العباس احمد بن عمر قرطبی متوفی ۶۵۶ھ لکھتے ہیں:

فمن فعل ذلك مستحلا فهو كافر حقيقة تبقى الحديث على ظاهره، اما ان كان غير مستحل فيكون الكفر الذى فى الحديث محمولا على كفران النعم والحقوق فانه قابل الاحسان بالاساءة، ومن كان كذا صدق عليه اسم الكافر، ويحتمل ان يقال: اطلق عليه ذلك، لانه تشبه بالكفار اهل الجاهلية اهل الكبر والانفة فانهم كانوا يفعلونه ذلك [1]

یعنی، پس جس نے اُسے (یعنی نسب بدلنے کو) حلال جانتے ہوئے ایسا کیا تو وہ حقیقۃً کافر ہو جائے گا، (اس صورت میں) حدیث شریف اپنے ظاہر پر باقی رہے گی، اگر حلال نہیں جانتا تو جس کفر کا حدیث شریف میں ذکر ہے وہ کُفرانِ نِعَم اور کُفرانِ حقوق پر محمول ہو گا کیونکہ اس نے احسان کے مقابلے میں اساءت کی اور جو ایسا ہو اُس پر کفر کا اسم صادق آئے گا اور یہ بھی احتمال ہے کہ کہا جائے اس پر یہ لفظ بولا جائے گا کیونکہ اُس نے اہلِ جاہلیت، اہلِ کبر کُفار کے ساتھ مشابہت کی، بے شک وہ ایسا کیا کرتے تھے۔

حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

وان ثبت ذلك فالمراد من استحل مع علمه بالتحريم، وعلى الرواية المشهورة فالمراد كفر النعمة، وظاهر للفظ غير مراد، وانما ورد على سبيل التغليظ والزجر لفاعل ذلك، او المراد باطلاق الكفر ان فاعله فعل فعلا شبيها بفعل اهل الكفر [2]

یعنی اگر وہ ثابت ہو تو مراد وہ شخص ہو گا جو اس فعل کے حرام ہونے کا علم رکھتے ہوئے اسے حلال جانتا ہے اور روایت مشہورہ کی بنا پر مراد کُفرانِ نعمت ہے اور ظاہر لفظ مراد نہیں ہے اور یہ صرف اُس حرام فعل کے مرتکب کیلئے تغلیظ و زجر کے طور پر وارِد ہوا ہے یا یہ کہ اطلاقِ کفر سے مراد ہے کہ اس کے فاعل نے ایسا عمل کیا ہے جو اہلِ کفر کے عمل کے مشابہ ہے۔

اور حافظ شہاب الدین احمد قسطلانی شافعی متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

وعلى ثبوتها مؤولة بالمستحل لذلك مع علمه التحريم، او ورد على سبيل التغليظ والزجر لفاعله [3]

یعنی، اس کے ثبوت کی بنا پر یہ نسب بدلنے کے حرام ہونے کا علم رکھنے کے باوجود اسے حلال جاننے والے کے ساتھ مؤوّل ہے یا یہ فاعل کیلئے بطورِ تغلیظ و زجر کے وارِد ہوا ہے۔

---

[1] المفهم، كتاب الايمان، باب اثم من كفر مسلماً، برقم: ۲۵۴/۱،۵۱۔ [2] فتح البارى، كتاب المناقب، باب بعد باب نسبة اليمن الى اسماعيل عليه السلام، برقم: ۶۷۰/۶/۸،۳۵۰۸۔

[3] ارشاد السارى، كتاب المناقب، باب بعد باب نسبة اليمن الى اسماعيل عليه السلام، برقم: ۱۹/۸،۳۵۰۸۔

اور علامہ احمد بن اسماعیل بن عثمان کورانی شافعی ثم حنفی متوفی ۸۹۳ھ لکھتے ہیں:

"وهو يعلمه الا كفر" ان اعتقد ذلك، او كفر بنعمة الله، او ذلك الفعل من اخلاق الكفار [1]

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان "وهو يعلم الا كفر" کا مطلب ہے کہ اگر اس (کے حلال ہونے) کا اعتقاد رکھتا ہے یا یہ کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری کی یا یہ کہ یہ فعل (یعنی نسب بدلنا، غیر باپ کی طرف نسبت) کفار کے اخلاق سے ہے۔

غیر مستحل کے حق میں اسکی ایک تاویل یہ بھی ہے کہ یہ عمل کفر تک پہنچانے والا ہے چنانچہ علامہ ابن حجر ہیتمی شافعی لکھتے ہیں:

والكفر فيه بمعنى ان ذلك يؤدي اليه، او استحل، او كفر النعمة [2]

یعنی اس میں کفر اس معنی میں ہے کہ وہ (عمل) کفر تک پہنچانے والا ہے، اسے حلال جانتا ہے (تو کافر ہے) یا اس نے کفرانِ نعمت کیا۔

---

[1] الكوثر الجاري الى رياض احاديث البخاري، كتاب المناقب، باب نسبة اليمن الى اسماعيل عليه السلام، برقم: ۳۵۰۸، ۶/۳۵۳۔

[2] الزواجر عن اقتراف الكبائر، برقم: ۲۹۳، ۲/۱۰۰۔

نسب بدلنے کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر فرمایا گیا

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جسے امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ نے "معجم اوسط" میں ان الفاظ سے روایت کیا کہ

عن ابی بکر یقول: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

"کفر باللہ": ادعاء نسب لا یعرف، و کفر باللہ، تبرء من نسب وان دق [۱]

یعنی، حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر ہے ایسے نسب کی طرف نسبت کرنا جو معروف نہیں اور اللہ تعالیٰ کیساتھ کفر ہے نسب سے برأت اگرچہ چھوٹا (یعنی حقیر) ہو"۔

اور ان الفاظ سے کہ

عن ابی بکر الصدیق قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

"من ادعی نسبا لا یعرف کفر باللہ، وانتفاء من نسب وان دق کفر باللہ" [۲]

یعنی، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے ایسے نسب کی طرف نسبت کی جو معروف نہیں اُس نے اللہ تعالیٰ کیساتھ کفر کیا اور نسب سے نفی اگرچہ چھوٹا (یعنی حقیر) ہو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر ہے"۔

اسی طرح امام طبرانی نے "الدعاء" [۳] میں روایت کیا ہے۔

اور حافظ بزار نے اپنی "مسند" [۴] میں، اور امام حافظ نور الدین ہیثمی متوفی ۸۰۷ھ نے "کشف الأستار" [۵] میں اِن الفاظ سے مرفوعاً روایت کیا ہے:

"کفر باللہ تبریء من نسب وان دق"

---

[۱] المعجم الاوسط، من اسمہ ابراھیم، برقم: ۲۸۱۸، ۲/۳۴۔

[۲] المعجم الاوسط، من اسمہ معاذ، برقم: ۸۵۷۵، ۶/۲۲۱۔

[۳] کتاب الدعاء، ذکر من لعنہ الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، برقم: ۲۱۴۳، ص۵۸۷۔

[۴] البحر الزخار، برقم: ۷۰، ۱/۱۳۹۔

[۵] کشف الأستار، کتاب الایمان، باب من تبرأ من نسبہ، برقم: ۱۰۴، ۱/۷۰۔

اور حدیث ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن دارمی متوفی ۲۵۵ھ نے اپنی "سنن" [1] میں، حافظ ابو الحسن علی ابن الجعد متوفی ۲۳۰ھ نے اپنی "مسند" [2] میں ان الفاظ سے موقوفاً روایت کیا ہے:

"کفر باللہ ادعاء الی نسب لا یعرف، و کفر باللہ تبرء من نسب وان دق"

یعنی، غیر معروف نسب کی طرف نسبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر ہے اور
نسب سے برأت اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر ہے اگرچہ وہ چھوٹا (یعنی حقیر) ہو۔

اور امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ نے "المصنف" [3] میں ان الفاظ سے موقوفاً روایت کیا:

قال ابو بکر: "کفر من ادعی نسبا لا یعلم وتبرأ من نسب وان دق"

حدیثِ ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اکثر روایات میں "کُفْرٌ بِاللہِ" (یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر ہے) اور "کَفَر باللہ" (یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا) مذکور ہے، اسی طرح حدیثِ ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں "الا کفر باللہ" یعنی "جو کوئی اپنے باپ کے غیر کی طرف اپنی نسبت کرے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ نسبت غیر کی جانب ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا" آیا ہے، یہ حدیث ابی بکر اور حدیث ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی یہ روایت اگر اسی طرح ہو تو غیر مستحل کے حق میں اس کی تاویل میں کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے جس کے نطفہ سے پیدا کیا تھا اس شخص نے اس کا انکار کر کے کہا کہ مجھے اُس کے نہیں فلاں کے نُطفہ سے پیدا کیا گیا ہے گویا اس نے اِس معاملہ میں اللہ تعالیٰ کا انکار کر دیا اور مستحلّ کے حق میں تاویل کی حاجت نہیں ہے جیسا کہ ہماری ذکر کردہ دیگر عبارات سے ظاہر ہے اور اس جواب کے قریب حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ کی بعض شُرّاحِ حدیث سے نقل کردہ یہ تاویل ہے، فرماتے ہیں:

قال بعض الشراح: سبب اطلاق الکفر ھنا انہ کذب علی اللہ کانہ یقول: خلقنی اللہ من ماء فلان، ولیس کذلک لانہ انما خلقہ من غیرہ [4]

یعنی، بعض شُرّاح نے فرمایا کہ یہاں اطلاقِ کُفر کا سبب یہ ہے کہ اس (یعنی اپنا نسب غیر سے جوڑنے والے) نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا، گویا کہ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فلاں کے پانی (یعنی نطفہ) سے پیدا کیا حالانکہ ایسا نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے تو اُسے (جس کے پانی سے پیدا ہونے کا اس نے دعویٰ کیا ہے) اس کے غیر (کے پانی) سے پیدا کیا ہے۔

---

[1] سنن الدارمی، کتاب الفرائض، باب من ادعی الی غیر ابیہ، برقم: ۲۸۶۱، ۲/۲۷۰۔

[2] مسند ابن الجعد، بقیۃ حدیث الاعمش، برقم: ۳۶۹۱، ص ۳۹۴۔

[3] المصنف لابن ابی شیبہ، کتاب الادب، باب ما یکرہ الرجل ان ینتمی الیہ الخ، برقم: ۲۶۶۴۳، ۱۳/۳۳۰، ۳۳۱۔

[4] فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب الفرائض، باب من ادعی الی غیر ابیہ، برقم: ۶۷۶۸، ۱۵/۱۲/۶۳۔

اور حدیثِ ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ جواب اس صورت میں ہے جب یہ اضافہ ثابت ہو اور یہ اضافہ امام بخاری اور امام مسلم کی روایات میں نہیں ہے اسلئے علماء کرام نے لکھا کہ اس اضافہ کا حذف ہی مناسب ہے، چنانچہ علامہ شہاب الدین احمد قسطلانی لکھتے ہیں:

ولیست ھذہ الزیادۃ فی غیر روایتہ ولا فی روایۃ مسلم ولا اسماعیلی فحذفھا اوجہ لما لا یخفی [1]

یعنی، یہ اضافہ اس روایت کے غیر میں نہیں ہے نہ مسلم کی روایت میں ہے اور نہ اسماعیلی کی روایت میں ہے لہٰذا اس کا حذف اَوجہ ہے اس لئے کہ اس کے حذف کا اَوجہ ہونا مخفی نہیں ہے۔

اور حدیث ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اکثر روایات میں یہ اضافہ مذکور ہے جبکہ بعض میں سے نہیں ہے اگر یہ اضافہ ثابت ہو اس کا وہی جواب ہو گا جو حدیث ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ضمن میں حافظ ابن حجر عسقلانی نے دیا۔

اور علماء کرام نے لکھا ہے کہ کُفر کا لغوی معنی ہے کہ کسی شئی کو ڈھانپنا تو کُفر باللہ کا معنی یہ ہو گا کہ اللہ عزوجل نے اُسے جس کا بیٹا بنایا اُس نے اُس میں اللہ کے حق کو ڈھانپ دیا، چنانچہ شارح صحیح بخاری علامہ ابو الحسن علی بن خلف بن عبد الملک متوفی ۴۴۹ھ لکھتے ہیں:

فان قیل: فتقول للراغب فی الانتماء الی غیر ابیہ وموالیہ کافر باللہ کما روی عن ابی بکر الصدیق انہ قال: کفر باللہ ادعاء نسب لا یعرف، وروی عن عمر بن الخطاب انہ قال: کان مما یقرء فی القرآن: "لا ترغبوا اٰباءکم فانہ کفر بکم" قیل: لیس معناہ الکفر الذی یستحق علیہ التخلید فی النار، وانما ھو کفر لحق ابیہ ولحق موالیہ، کقولہ فی النساء: "یکفرن العشیر" والکفر فی لغۃ العرب: التغطیۃ لشیء والسترلہ، فکانہ تغطیۃ منہ علی حق اللہ عزوجل فیمن جعلہ ولدا، لا ان من فعل ذلک کافرا باللہ حلال الدم [2]

یعنی، پس اگر کہا جائے کہ تم غیر باپ اور غیر مالک کی طرف انتساب میں رغبت رکھنے والے کو کہتے ہو اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ "اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا جس نے غیر معروف نسب کی طرف اپنے آپ کو منسوب کیا" اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا "قرآن کریم میں جو پڑھا گیا ہے اس میں یہ تھا کہ "اپنے آباء سے اعراض نہ کرو پس یہ کفر ہے" تو جواب میں کہا جائیگا کہ اِس کا معنی وہ کفر نہیں ہے کہ جس میں بندہ خُلود فی النّار کا مستحق ہوتا ہے، اور کُفر صرف باپ کے حق اور مالکوں کے حق کی وجہ سے ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عورتوں کے بارے میں فرمان ہے "یَکْفُرْنَ الْعَشِیْرَ" یعنی (اپنے شوہروں کی ناشکری کرتی ہیں) اور لغتِ عرب میں کفر کا معنی ہے کسی شئی کو ڈھانپنا اور اُسے چھپانا، تو گویا اللہ تعالیٰ نے اُسے جس کا بیٹا بنایا اس نے اُس میں اللہ عزوجل کے حق کو ڈھانپ دیا، یہ نہیں کہ جو اِس کا ارتکاب کرے گا وہ کفر باللہ کا مرتکب، حلال الدّم ہو جائے گا۔

---

[1] ارشاد الساری، کتاب الفرائض، باب "من ادعی الی غیر ابیہ" برقم: ۶۷۶۸، ۱۹/۸۔

[2] شرح ابن بطال، کتاب الفرائض، باب "من ادعی الی غیر ابیہ الخ" ۳۸۴/۸۔

نسب بدلنے والے پر لعنت فرمائی گئی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ روایت کرتے ہیں:

عن انس بن مالك، قال سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول: "من ادعى الى غير ابيه، او انتمى الى غير مواليه، فعليه لعنة الله المتتابعة الى يوم القيامة" [1]

یعنی، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا، جس نے اپنا باپ کسی اور کو بنایایا (جس غلام نے) اپنے آپ کو اپنے مولیٰ کے غیر کی طرف منسوب کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ کی قیامت تک لعنت ہے"۔

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:

عن ابي امامة الباهلي قال: سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول في خطبة حجة الوداع: "ومن ادعى الى غير ابيه، او انتمى الى غير مواليه، فعليه لعنة الله التابعة الى يوم القيامة" الحديث [2]

یعنی، حضرت ابو اُمامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرماتے سنا کہ "جس نے اپنا باپ کسی اور کو بنایایا (جس غلام نے) اپنے مولیٰ کے غیر کی طرف اپنے آپ کو منسوب کیا تو اس پر قیامت تک اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے"۔

---

[1] سنن ابی داؤد، كتاب الادب، باب في الرجل ينتمي الى غير مواليه، برقم: ۵۱۱۵، ۲۱۳/۵۔

[2] سنن الترمذی، كتاب الوصايا، باب ما جاء "لا وصية لوارث" برقم: ۲۱۲۰، ۱۷۸/۳، ۱۷۹۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، ۱؎ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ ۲؎ اور امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ ۳؎ روایت کرتے ہیں:

عن ابراھیم التیمی عن ابیہ قال: خطبنا علی بن ابی طالب فقال من زعم ان عندنا شیئا نقروہ الا کتاب اللہ وھٰذہ الصحیفۃ۔ قال: وصحیفۃ معلقۃ فی قراب سیفہ۔ فقد کذب، فیھا اسنان الابل واشیاء من الجراحات، وفیھا قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "ومن ادعٰی الٰی غیر ابیہ، او انتمٰی الٰی غیر موالیہ، فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین، لا یقبل اللہ منہ یوم القیامۃ صرفا ولا عدلا"۔ واللفظ لمسلم

یعنی، ابراہیم تیمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا حالانکہ اُن کی نیام کے ساتھ ایک صحیفہ لٹکا ہوا تھا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس صحیفہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ ہمارے پاس کتاب اللہ (قرآن) اور صحیفہ کے علاوہ کوئی اور چیز ہے وہ شخص جھوٹا ہے، اِس صحیفہ میں تو اونٹوں کی عمروں کا بیان ہے اور کچھ زخمیوں کی دیت کا بیان ہے اور اُس میں یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "اور جس نے اپنے آپکو اپنے باپ کے غیر کی طرف منسوب کیا یا جس غلام نے اپنے آپ کو اپنے مالک کے غیر کی طرف منسوب کیا اُس پر اللہ تعالیٰ کی، سب فرشتوں اور آدمیوں کی لعنت ہے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُس کا کوئی فرض قبول فرمائے گا اور نہ نفل"۔

۱؎ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب (۸۵) فی فضل المدینۃ الخ، برقم: ۳۳۰۶۔۳۶۷/۳۳۰۶ (۱۳۷۰)، ص ۶۳۲، ۶۳۳۔

۲؎ سنن الترمذی، کتاب الولاء والھبۃ، باب ما جاء فیمن تولی غیر موالیہ الخ، برقم: ۲۱۲۷، ۱۸۳/۳، ۱۸۴۔

۳؎ المسند: ۸۱/۱۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کی روایت

امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ قزوینی متوفی ۲۷۳ھ روایت کرتے ہیں کہ

عن ابن عباس قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم: "من انتسب الی غیر ابیہ، او تولی غیر موالیہ، فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین" [1]

یعنی، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے اپنا نسب اپنے باپ کے غیر سے بیان کیا یا (جس غلام نے) اپنے مولٰی کے غیر کی طرف اپنے آپ کو منسوب کیا اُس پر اللہ تعالٰی اور سب فرشتوں اور آدمیوں کی لعنت ہے"۔

حضرت عمرو بن خارجہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی روایت

امام ابو عیسٰی محمد بن عیسٰی ترمذی متوفی ۲۷۹ھ [2] اور امام عبد اللہ بن عبد الرحمٰن دارمی متوفی ۲۵۵ھ [3] اور حافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ [4] روایت کرتے ہیں کہ

عن عمرو بن خارجۃ، قال کنت تحت ناقۃ النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم، فسمعتہ یقول: من ادعی الی غیر ابیہ، او انتمی الی غیر موالیہ رغبۃ عنھم فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین۔ واللفظ للدارمی وزاد الطبرانی: "لا یقبل منہ صرف ولا عدل"

یعنی، حضرت عَمرو بن خارجہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی اونٹنی کے نیچے تھا تو میں آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ "جو اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف اپنے آپ کو نسبت کرے یا (جس غلام نے) اپنے آپ کو اپنے مولٰی کے غیر کی طرف منسوب کیا اُن سے اعراض کرتے ہوئے تو اُس پر اللہ تعالٰی، سب فرشتوں اور آدمیوں کی لعنت ہے"۔ "اللہ تعالٰی قیامت کے دن اس کا فرض قبول کرے گا نہ نفل"۔

---

[1] سنن ابن ماجہ، کتاب الحدود، باب "من ادعی الی غیر ابیہ الخ"، برقم: ۲۶۰۹، ۲۶۳/۳۔

[2] سنن الترمذی، کتاب الوصایا، باب ماجاء "لا وصیۃ لوارث"، برقم: ۲۱۲۱، ۱۸۰،۱۷۹/۳۔

[3] سنن الدارمی، کتاب السیر، باب فی الذی ینتمی الی غیر موالیہ، برقم: ۲۵۲۹، ۱۹۲/۲۔

[4] المعجم الکبیر، برقم: ۶۰تا۷۱، ۱۵۔۱۷/۳۲تا۳۶۔

بندہ جب اس جرم کا مرتکب ہو جاتا ہے اور اس پر نادم وپشیمان ہو کر توبہ نہیں کرتا تو وہ فرشتے اس کیلئے استغفار ترک کر دیتے ہیں اور اسی طرح انسانوں کی لعنت میں دوسرا احتمال یہ ہے کہ انسان اس کام کو قبیح گردانتے ہوئے مرتکب کو چھوڑ دیتے ہیں چنانچہ حافظ ابو بکر ابن العربی لکھتے ہیں:

واللعنة هي الطرد، فيكون المراد كما تقدم في وقت او حال او شخص او على صفة، واما لعنة الملائكة فانهم كانوا يستغفرون له، فقطعهم الاستغفار ابعاد له عنهم، ويجوز ان يحمل على ظاهره فيلعنونه، واما لعنة الناس فهجر انهم، او اطلاق اللعن له على ظاهر الحديث [1]

یعنی ،اور لعنت دور کرنا ہے، دھتکارنا ہے تو جیسا کہ پہلے گزرا مراد ہوگی کسی وقت یا کسی حال میں یا کسی صفت پر (دُور کرنا یا دھتکارنا) اور ملائکہ کی لعنت یہ ہے کہ وہ اس کیلئے استغفار کرتے ہیں تو فرشتے اس شخص کی (اِس ممنوع فعل کے ارتکاب کے ذریعے) اُن سے دوری کے سبب اس کیلئے استغفار قطع کر دیتے ہیں اور یہ بھی جائز ہے کہ اس لعنت کو ظاہر پر محمول کرتے ہوئے کہا جائے کہ وہ اس پر لعنت بھیجتے ہیں، اور لوگوں کی لعنت اُن کا اس شخص کو چھوڑنا ہے یا ظاہر حدیث کی بنا پر اس کیلئے لعنت کا اطلاق ہے (یعنی لوگ اُن پر لعنت کرتے ہیں)۔

---

[1] عارضة الاحوذي، كتاب الولاء، باب ما جاء فيمن تولى غير مواليه الخ، برقم: ۲۱۲۷، ۲۱۹/۸/۴۔

لعنت سے مراد

حدیث شریف میں نسب بدلنے والے کیلئے لعنت مذکور ہے، یہ لعنت اُس پر ہے جو اپنے آباء سے بیزاری ظاہر کرے اور اپنے آباء کے غیر کے نسب کا دعویٰ کرے جیسے غیر سیّد ہو کر سیّد ہونے کا دعویٰ کرے چنانچہ شارح صحیح البخاری علامہ ابو الحسن علی بن خلف بن عبد الملک متوفی ۴۴۹ھ لکھتے ہیں:

وانما لعن النبي عليه السلام المتبرىء من ابيه والمدعي غير نسبه فيمن فعل ذلك فقد ركب من اللاثم عظيما وتحمل من الوزر جسيماء وكذلك المنتمي الى غير مواليه [1]

یعنی، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صرف اُس پر لعنت فرمائی جو اپنے حقیقی باپ سے برأت ظاہر کرے اور حقیقی باپ کے غیر کے نسب کا مدّعی ہو، تو جس نے اِس طرح کیا تو اُس نے عظیم گناہ کا ارتکاب کیا اور (گناہ کا) بڑا بوجھ اُٹھالیا، اسی طرح وہ غلام جو اپنے مالک کے غیر کی طرف اپنی نسبت کرے۔

اور لعنت کی وجہ یہ ہے کہ بندہ جب اپنے مولیٰ کی نعمت کی قدر نہیں کرتا، اس کی نعمتوں کی ناشکری پر اتر آتا ہے تو ظالم قرار پاتا ہے اور ظالموں پر قرآن کریم میں لعنت مذکور ہے، چنانچہ حافظ ابو بکر محمد بن عبد اللہ ابن العربی مالکی متوفی ۵۴۳ھ لکھتے ہیں:

اذ كفر نعمة مولاه فقد صار ظالماء وقد قال الله تعالى ﴿ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّٰلِمِينَ ﴾ (ھود:۱۸) [2]

یعنی جب وہ اپنے مولیٰ کی نعمت کی ناشکری کرتا ہے تو وہ ظالم ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّٰلِمِينَ ﴾

اور لعنت کا معنی دھتکارنا اور دور کرنا ہے، احادیثِ نبویہ علیہ التحیۃ والثناء میں نسب بدلنے والے کیلئے قیامت تک اللہ تعالیٰ کی لعنت متتابعہ مذکور ہے تو لعنت جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگی تو معنی ہوگا کہ وہ اس بندے کو اپنی رحمت سے دور فرما دیتا ہے، اور اسی طرح فرشتوں اور انسانوں کی لعنت بھی مذکور ہے، فرشتوں اور انسانوں کی لعنت میں دو احتمال ہیں، ایک یہ ہے کہ وہ اس شخص پر لعنت بھیجتے ہیں جیسا کہ ظاہر حدیث میں ہے، دوسرا احتمال یہ ہے کہ فرشتے چونکہ اہل ایمان کیلئے استغفار کرتے ہیں،

---

[1] شرح ابن بطال، كتاب الفرائض، باب من ادعى الى غير ابيه الخ، ۳۸۳/۸۔

[2] عارضة الاحوذی، كتاب الولاء، باب ما جاء فيمن تولى غير مواليه الخ، برقم: ۲۱۲۷، ۲۱۹/۸/۴۔

نسب بدلنا بہت بڑا بہتان ہے

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

عبد الواحد بن عبد اللہ النصری قال: سمعت واثلة بن الاسقع یقول: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم: "ان من اعظم الفری ان یدعی الرجل الی غیر ابیہ" الخ [1]

یعنی، عبد الواحد بن عبد اللہ النصری نے بیان کیا کہ میں نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، "بہت بڑا بہتان یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی نسبت اپنے والد کے غیر کی طرف کرے" الخ۔

اور وہ اس طرح کہ اس سے بڑا بہتان اور کیا ہوگا کہ آدمی اپنے خالق پر بہتان باندھے کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے جس کے نطفے سے پیدا فرمایا وہ کہتا ہے کہ نہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے نہیں فلاں کے نطفے سے پیدا کیا ہے، اسی طرح اپنے باپ پر بھی بہتان ہے کہ میں تیرے نہیں فلاں کے نطفے سے پیدا ہوا ہوں، اسی طرح ماں پر بھی یہ عظیم بہتان ہے۔

---

[1] صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب بعد باب نسبة الیمن الی اسماعیل، برقم: ۳۵۰۹، ۲/۲۱۶، ۲۱۷۔

نسب بدلنے والے پر اللہ تعالیٰ نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا

حضرت معاذ بن انس جُہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ نے روایت کیا کہ

عن سهل بن معاذ عن ابيه عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم انه قال: "ان لله تبارك وتعالى عبادا لا يكلمهم الله يوم القيامة، ولا يزكيهم، ولا ينظر اليهم" قيل: من اولئك يا رسول الله؟ قال: "متبرء من والديه، راغب عنهما، ومتبرء من ولده، ورجل انعم عليه قوم فكفر نعمتهم، وتبرأ منهم" [1]

یعنی، سہل بن معاذ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں، انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہ اُن سے کلام فرمائے گا اور نہ انہیں پاک فرمائے گا اور اُن کی طرف نظر رحمت فرمائے گا"۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ یہ لوگ کون ہیں؟ فرمایا یہ "اپنے والدین سے برأت کا اظہار کرنے والا، اُن سے اعراض کرنے والا اور اپنی اولاد سے برأت کا اظہار کرنے والا اور وہ شخص جس پر کسی قوم نے انعام کیا پس اس نے اُن (انعام واحسان کرنے والوں) کی نعمت کی ناشکری کی اور اُن سے برأت کا اظہار کیا"۔

اس حدیث شریف کو امام ابو القاسم طبرانی متوفی ۳۶۰ھ نے بھی "المعجم الکبیر" [2] میں يحيى بن ايوب كلاهما عن زبان ابن فائدة وبهذا الاسناد کے طریق سے روایت کیا ہے۔

اپنے آپ کو غیر باپ کی طرف منسوب کرنا، حقیقی باپ سے برأت اور اس سے اعراض ہے، اسی طرح نسب بدلنا اپنے آباء سے برأت اور اُن سے اعراض ہے اور حدیث شریف میں برأت اور اعراض سے منع کیا گیا اور ارتکاب کرنے والوں کیلئے یہ وعیدیں بیان کی گئیں کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ نہ اُن سے کلام فرمائیگا اور نہ انہیں ستھرا رکھے گا اور نہ اُن پر نظر رحمت فرمائیگا۔

اور اس میں بھی وہی تاویلیں ہیں جو پہلے ذکر کی جاچکیں کہ اگر کوئی شخص اس برأت واعراض کے حرام ہونے کا علم رکھتے ہوئے اسے حلال جانتا ہے تو حدیث شریف اپنے ظاہر پر رہے گی اور اگر حلال نہیں جانتا تو یہ کلمات صرف اس حرام فعل کے مرتکب کیلئے بطور تغلیظ وزجر وارد ہوئے۔

اور علماء کرام نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ کا ان سے کلام نہ فرمانا شدّتِ غضب سے کنایہ ہے، چنانچہ علامہ ابو الحسن سندھی لکھتے ہیں:

قوله: "لا يكلمهم الله": كناية عن شدة الغضب۔

اور "انہیں ستھرا نہیں کرے گا" کا مطلب ہے کہ انہیں گناہوں کے میل سے پاک نہیں کرے گا اور "ان کی طرف نہیں دیکھے گا" کا مطلب ہے کہ نظر رحمت نہیں فرمائے گا ورنہ کوئی بھی اس سے پوشیدہ نہیں۔ [3]

---

[1] المسند: ۳/۴۴۰۔

[2] المعجم الكبير، ۲۰/۱۹۵، برقم: ۴۳۷، وقال فيه: عن سهل بن معاذ بن انس عن ابيه۔

[3] تحقيق مسند امام احمد، ۲۴/۳۹۸۔

ذکر کردہ احادیثِ نبویہ علیہ التحیۃ والثناء میں وعیدیں

علماءِ اسلام نے ارشاداتِ نبویہ علیہ التحیۃ والثناء میں وارد کلمات کی جو توجیہات و تاویلات اور اُن میں پائے جانے والے احتمالات ذکر کئے وہ اپنی جگہ درست ہیں، اس میں کوئی کلام نہیں ہے لیکن ایک مسلمان کو چاہئے کہ وہ نسب بدلنے والوں، غیر آباء کی طرف اپنی نسبت کرنے والوں کیلئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو وعیدیں ارشاد فرمائی ہیں انہیں مدِّنظر رکھے، اور اس قبیح و شنیع عمل کی گرد سے بھی اپنے آپ کو بچائے اور اُن کا خلاصہ درج ذیل ہے:۔

- بہت بڑا بہتان ہے۔

جیسا کہ امام بخاری نے اِسے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

- قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس سے کلام نہیں فرمائے گا۔
- قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انہیں پاک نہیں فرمائے گا۔
- قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُن پر نظرِ رحمت نہیں فرمائے گا۔

جیسا کہ امام احمد نے انہیں حضرت انس جُہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد سے روایت کیا ہے۔

- اُس پر جنت حرام ہے۔

جیسا کہ امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی اور احمد نے اِسے حضرت سعد بن ابی وقاص، اور حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

- وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا۔

جیسا کہ امام ابن ماجہ نے اِسے حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔

- اُس پر قیامت تک اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

جیسا کہ امام ابوداؤد اور امام ترمذی نے اِسے حضرت انس بن مالک اور ابو اُمامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

- اُس پر خود اللہ تعالیٰ اور سب فرشتوں اور آدمیوں کی لعنت ہے۔

جیسا کہ امام مسلم، ترمذی، ابن ماجہ نے اسے حضرت علی المرتضیٰ، ابن عباس اور حضرت عمر بن خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

❖ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کا کوئی فرض قبول نہیں فرمائے گا اور نہ نفل۔

جیسا کہ امام مسلم، ترمذی اور طبرانی نے اِسے حضرت علی المرتضیٰ اور عمر بن خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

❖ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

جیسا کہ امام مسلم اور امام احمد نے اِسے حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

❖ وہ کافر ہو جائے گا۔

جیسا کہ امام بخاری، مسلم، ابو داؤد اور احمد نے اِسے حضرت ابو ذر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

❖ نسب کا انکار کُفر ہے۔

جیسا کہ امام ابن ماجہ، احمد، طبرانی اور ابن عدی نے اِسے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

❖ آدمی کا ایسے نسب کی طرف اپنی نسبت کرنا جو معروف نہیں، کفر ہے۔

امام ابن ماجہ، احمد، طبرانی اور ابن عدی نے اِسے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

❖ ایسے نسب کی طرف نسبت کرنا جو معروف نہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر ہے۔

جیسا کہ امام طبرانی، ابن الجعد نے اسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

❖ نسب سے برأت اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر ہے۔

جیسا کہ امام طبرانی، بزار اور ابن الجعد نے اِسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

❖ نسب کی نفی کرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر ہے۔

جیسا کہ امام طبرانی نے اسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

❖ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے۔

جیسا کہ امام بخاری و مسلم نے اِسے حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

حکم

علماءِ اسلام نے قرآن کریم کی آیات اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات کو سامنے رکھتے ہوئے نسب بدلنے کو غیر باپ کی طرف اپنی نسبت کرنے کو حرام وگناہ لکھا ہے اور اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے، شارح بخاری شیخ الاسلام علامہ بدرالدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ [۱] اور شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ [۲] "صحیح البخاری" کی حدیث [۳] کے تحت لکھتے ہیں:

وفی الحدیث تحریم الانتفاء النسب المعروف، والادعاء الی غیرہ

یعنی، اور حدیث شریف میں معروف نسب کی نفی اور اپنے آپ کو حقیقی باپ کے غیر کی طرف منسوب کرنے کا حرام ہونا مذکور ہے۔

شارح بخاری علامہ شریف الحق امجدی لکھتے ہیں:

جان بوجھ کر نسب کو بدلنا حرام وگناہ ہے یہاں تک کہ اس حدیث میں اُسے کفر تک فرمایا ہے، نسب بدلنے کی دو صورتیں ہیں ایک نفی یعنی اپنے باپ کے نسب سے انکار کرنا، دوسرے اثبات یعنی جو باپ نہیں اُسے اپنا باپ بتانا، دونوں حرام ہیں جیسا کہ آج کل رواج پڑ گیا ہے بڑی آسانی سے لوگ اپنے آپ کو سیّد کہنے اور کہلانے لگ جاتے ہیں حالانکہ حقیقت میں وہ سیّد نہیں غالباً یہ بیماری پہلے بھی رائج تھی۔ [۴]

اور امام جمال الدین عبد الرحمٰن بن علی ابن الجوزی متوفی ۵۹۷ھ نے اپنے ایک رسالہ میں والدین سے اعراض اور غیر باپ کی طرف نسبت کو گناہ قرار دیا اور "مسند امام احمد" اور "صحیحین" سے احادیث نبویہ علیہ التحیۃ والثناء ذکر کی ہے۔ [۵]

اور امام ذہبی نے اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے جیسا کہ اُن کی کتاب "الکبائر" میں ہے۔

اور علامہ ابن حجر ہیتمی شافعی نے بھی اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے۔[۶] اور لکھا ہے کہ یہ حکم ان احادیث صحیحہ سے صریح ہے اور واضح جلی ہے اگرچہ میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے اس کی تصریح کی ہو۔

---

[۱] عمدۃ القاری، کتاب المناقب، باب نسبۃ الیمن الی اسماعیل علیہ السلام، برقم: ۳۵۰۸، ۲۵۹/۱۱۔

[۲] فتح الباری، کتاب المناقب، باب نسبۃ الیمن الی اسماعیل علیہ السلام، برقم: ۳۵۰۸، ۶۷۰/۶/۸۔

[۳] صحیح البخاری، برقم: ۳۵۰۸۔

[۴] نزھۃ القاری شرح صحیح بخاری، کتاب المناقب، حدیث: ۱۸۵۳، ۱۹/۷۔

[۵] بِرُّ الوالدین وصلۃ الرَّحم، فصل فیمن تبرأ من والدیہ الخ، وفصل اثم من ادعی الی غیر ابیہ، ص ۶۱، ۶۲۔

[۶] الزواجر عن اقتراف الکبائر، الکبیرۃ الثانیۃ والثالثۃ والتسعون بعد المائتین، ۲/۱۰۰، ۹۹۔